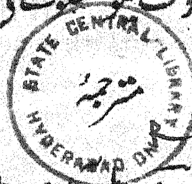
خوشتر آن باشد کہ سرِّ دلبران
گفتہ آید در حدیثِ دیگران

جہنم کی آبادی

یعنی

روس کے مشہور و معروف مصلح کاؤنٹ ٹالسٹائے کی ایک اصلاحی تصنیف



مترجمہ

مولانا عبد الرزاق ندوی ملیح آبادی ایڈیٹر الجامعہ

جسکو

صرف خاص

اس - ام برہان الدین احمد نے



مظہری پریس خلاصی ٹولہ کلکتہ میں چھپواکر شائع کیا

سنہ ۱۹۲۴ء   طبع اول   قیمت

مقدمۂ کتاب

کاؤنٹ ٹالسٹائی نے اپنی اس کتاب مین ادائے مفہوم کا جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ انسانون اور قصون کا طرز ادا ہے۔ اس کی عبارت نہایت صاف، سادہ اور واضح ہی اسلئے کتاب کی دلچسپیان بہت بڑھگئی ہین۔ لیکن ہماری توجہ کو سطح دریا کی ان دلکش موجون مین الجھکر نہ رہجانا چاہئے بلکہ ہمین ڈوبکیان موتیون کو بھی نکالنے کی کوشش کرنا چاہئے جو تہ مین چھپے پڑے ہین۔ ٹالسٹائی نے اس مختصر سے رسالہ مین قریب قریب اپنے تمام برگزیدہ خیالات کو ادا کردیا ہے اور یہ وہ خیالات ہین جن پر ملکون اور قومون کے مذہب، معاشرت اور سیاست کی اصلاح کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔ ہم اس موقع پر ان تمام خیالات کی تفصیل و تشریح تو نہین کرسکتے تاہم چند خاص باتون کی طرف رسالہ کے ناظرین کی توجہ کو منعطف کرنے کی کوشش یقیناً کرین گے۔

کتاب کا مقصد تحریر مسیحی مذہب کی اصلاح ہے۔ ٹالسٹائی مغربی قالب مین مشرقی روح رکھنے والا شخص تھا اسلئے اسکا خیال یہ تھا کہ انسانی زندگی کی سعادت و کمال کا دارمدار مذہب کی اصلی اور صحیح تعلیمات کے رواج و عمل پر ہے۔ مسیحی دنیا مین اسوقت جو مذہب رائج ہے وہ اصلی مسیحی مذہب نہین بلکہ اسکی ایک مسخ شدہ صورت ہے اسلئے ٹالسٹائی نے اسکو ازسرنو اسکے اصلی آب و رنگ مین ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ اس بنا پر اگرچہ عام نقطۂ نظر سے اس رسالہ کا موضوع اصلاح مذہب سمجھا جائیگا مگر چونکہ اسکے مصنف کے عقیدہ مین مذہب کا لفظ انسانی زندگی کے تمام شعبون پر مشتمل ہے اسلئے اسمین مذہب کے علاوہ معاشرتی و سیاسی اصلاح کے خیالات بھی آگئے ہیں۔

اس کتاب مین نمبر ۳ سے لیکر ۵ تک مین جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے وہ مذہب کے

شیطان کی کارگذاریان ہین جنمین مذہب کی تباہی وبربادی کے وسائل بیان کئے گئے ہین واقعہ یہ ہے کہ یہ خیالات صرف پیروان دین مسیح کے نہین ملکہ تمام مذاہب کے پیرؤن کی توجہ کے مستحق ہین۔ مذہبی تعلیمات مین خلط ملط کی جو مثالین پیش کی گئی ہین اسکے آثار کم وبیش ہر مذہب مین پائے جاتے ہین اور حقیقی معنون مین احیاء و تجدید مذہب کے لیئے یہ بالکل ناگزیر ہے کہ اس قسم کے تمام خطوط ونشانات مٹادئے جائین۔ خرابی کی اصلی بنیاد معمولی اختلاف رائے کی بناپر فرقہ بندی کا وجود ہے کیونکہ اسی کے بعد ہر فریق اپنی رائے کے جوش حمایت مین متعصبانہ طرز عمل اختیار کرتا ہے جو بالآخر اصل حقیقت کے چہرہ پر نہایت تاریک نقاب بنجاتا ہے۔ اسلام ایک نہایت صاف، سادہ اور سہل الفہم مذہب ہے اسکے پیرؤنکی فرقہ بندیون نے اسکو کسقدر مشکل اور پیچیدہ بنادیا ہے اور اسکو کسقدر نقصانات پہنچے ہین، کیا ہمارے علماء مسیحی مذہب اور تاریخ مذہب اسلام کی مماثلت کی طرف اپنی توجہ منعطف کرنا گوارا فرمائینگے کہ دین مسیحی مین کلیسیا کے اختراع اور اسلام مین مختلف فرقون اور مصلحون کے وجود نے کم وبیش ملتے جلتے نتائج پیدا کئے ہین۔ تقلید، خلق قرآن، صفات باری، رفع یدین اور آمین بالجہر وغیرہ مسائل کی وجہ سے جس قسم کے فتنے اُٹھے اور ان کے پیچھے جتنی بیشمار جانین ضائع ہوئین کیا وہ محض سخن پرورانہ مباحث اور متعصبانہ طرز عمل کا نتیجہ نہین؟ حقیقت یہ ہے کہ ٹالسٹائی کی تعلیم کے مطابق اگر انسان ہر معاملہ مین تحمل، رواداری اور غور وفکر سے کام لے اور ہر موقع پر انسانیت کا شرف واحترام ملحوظ رکھے تو دنیا کی بہت سی مصیبتون کا خود بخود خاتمہ ہوجائے اور خوفناک تباہیان اور بربادیان کبھی وجود مین نہ آئین۔

نمبر ۹ مین شادی اور بیاہ کے موقع کی بیہودہ رسم ورواج کی نسبت جو کچھ لکھا گیا ہے وہ خاص طور پر مسلمانون کے مطالعہ وتوجہ کے قابل ہے بے شبہہ ازدواج کا مقصد محض لذت جسمانی کا حصول قرار دینا انسانی دماغ کی ایک سطحی حالت کا نتیجہ ہے اسکا تعلق قوائے

جسمانیہ کی لذت اندوزی سے کہین زیادہ قوائے اخلاقیہ روحانیہ کے نشو و نما ہے اسلئے اسکو ہمیشہ اسی حیثیت سے عمل مین بھی لانا چاہئے مذہب اسلام نے اسکو عمل مین لانیکا جو سہل اور سادہ طریقہ بتایا تھا آج کتنے مسلمان ہین جو ٹھیک اسی طریقہ پر عمل کرتے ہین - یہ واقعہ ہے کہ بیاہ شادی کے موقع پر جن بیہودہ رسمون اور پابندیون کا مسلمانون مین عام رواج ہوگیا ہے وہ اسکو ہرگز مذہبی حیثیت نہین دیتے اور مذہب کا حکم سمجھکر اسکو نہین کرتے تاہم یہ بات یقیناً قابل توجہ ہے کہ جس سختی کے ساتھ ان رسمون کی پابندی کیجاتی ہے کیا اس سے مذہبی فرضیت و وجوب کی بو نہین آتی ٹالسٹائی کا یہ فقرہ مسلمان کی حالت پر کسقدر چسپان ہے -

انہین سے ہر ایک کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ اسکا جلسہ دوسرون کے جلسہ سے بڑھا چڑھا رہے خواہ اسکے لئے کتنا ہی روپیہ کیون نہ صرف کرنا پڑے -

اس تلخ و ناگوار جملہ کی تشریح و توضیح شاید ناظرین کے لئے تکلیف دہ ہو اسلئے بہتر یہی ہے کہ ہر شخص بطور خود غور کرے کہ وہ کس حد تک اس قسم کے غیر معتدل اور مضر طرز عمل کو اختیار کرکے اپنی تباہی و بربادی کے سامان مہیا کرتا ہے -

انکے علاوہ نمبر ۹ اور ۱۰ مین جن خیالات کو ظاہر کیا گیا ہے وہ بھی خاص طور پر ہمارے علماء اور مصلحین قوم کی توجہ کے مستحق ہین - اس سلسلہ مین ضد، تعصب، خونریزی اور سفاکی کے چلتے ہولناک مناظر پیش کئے گئے ہین وہ یقیناً اس قابل ہین کہ ہمارے رہنماؤن کی توجہ انکی طرف منعطف ہو تاکہ وہ اپنے کامل غور و فکر کے بعد خود، رحم، عفو، رواداری اور مسالمت آمیز طرز عمل اختیار کرین اور اپنے زیر اثر جماعت کو بھی اس طرز عمل کے قبول کر لینے کی ترغیب دیتے رہین کہ آئندہ کبھی پھر انسانیت کے لئے تباہ کن واقعات کا اعادہ نہو سکے -

ہم آخر مین اپنے مکرم دوست مولانا عبد الرزاق صاحب ندوی ملیح آبادی کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتے ہین کہ مولانا موصوف نے اس کتاب کو عربی سے اردو زبان منتقل کیا آپ بھی ان کی سعی کو مشکور فرمائین

(ابوالحسنات ندوی)

(۷۸۶)

جہنم کی آبادی

فلاسفر ٹالسٹائی کہتا ہے کہ:۔

قلمرو جہنم اس وقت برباد ہوئی تھی، جب مسیح نے دنیا میں اپنی تعلیم کی منادی کی، یہ تعلیم اس درجہ صاف، سادہ اور آسان تھی کہ ہر کس و ناکس اُسے بآسانی سمجھ سکتا اور اس کے اصول و احکام پر عمل کر سکتا تھا، وہ اپنے پیروؤں کو شر اور گناہ کی تاریکی سے نکالکر خیر و صلاح کی راہ پر لائی تھی جہاں عالمگیر محبت و اخوت و مساوات اُن کی رہبری کے لئے موجود ہوتی تھی، اور یہی وجہ تھی کہ تعلیم انتہائی سرعت سے عام ہو گئی اور کوئی دیوار و بند اُس کے بہاؤ کو نہ روک سکا۔

شیاطین کے جد امجد اور گرو گھنٹال "ابلیس" نے جب یہ حالت دیکھی تو وہ حد سے زیادہ بیچین ہوا اور فرط خوف و دہشت سے اُس کا جسم ناری لرزنے لگا، کیونکہ اُس نے بخوبی محسوس کر لیا تھا کہ اب دنیا سے اُس کا اقتدار زائل ہونا شروع ہو گیا ہے، اور وہ دن بھی دور نہیں جبکہ وہ بالکل ہی رخصت ہو جائے اگر مسیح یوں ہی بلا روک ٹوک دعوت دیتے رہے اور کسی نے [illegible] کر کے انہیں سلسلہ وعظ و ارشاد کے بند کرنے پر مجبور نہ کر دیا چنانچہ خوب غور و خوض کرنے کے بعد اُس نے اپنے "نرلیسی" چیلوں کو ان کے خلاف کھڑا کر دیا، جنہوں نے بڑے شد و مد سے اُن کی مخالفت کی اور تحقیر و ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا، ساتھ ہی مسیح کے شاگردوں کو بھی بھڑکایا اور انہیں اس قدر مرعوب و خوف زدہ کر دیا

کہ وہ اپنے اُستاد و مرشد کو تن تنہا اور بے یار و مددگار چھوڑ کر چلدیئے۔ ابلیس نے یہ کارروائی اس یقین کی بنا پر کی تھی کہ سولی کی خوفناک سزا (جو اس زمانہ میں چوٹی کے مجرموں کے لئے مخصوص تھی) انتہائی ذلت و اہانت، عام رسوائی، شاگردوں کی بے وفائی اور مصائب و آلام کی ناقابل برداشت سختی سے گھبرا کر، اپنی زندگی کی آخری ساعت میں مسیح ضرور مجبور ہونگے کہ اُس تعلیم سے اظہارِ براءت کریں جسے انہوں نے پھیلایا تھا، اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تعلیم مردہ ہو کر رہ جائے گی اور کسی کے لئے اُس میں کوئی کشش و دلفریبی باقی نہ رہے گی۔

لیکن جب اس کے بالکل خلاف امید واقعہ کا ظہور ہوا، اور مسیح نے بجائے ضعف و کمزوری کے سولی پر بھی یہ کہکر خدا کو یاد کیا کہ "خدایا! خدایا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا!" تو ابلیس کے حواس جاتے رہے اور مد ہوش ہو کر اُس نے وہ بیڑیاں اپنے پیروں میں ڈال لیں، جو مسیح کے لئے تیار ہوئی تھیں! اس کے بعد ہی فوراً اُس نے سولی پر سے مسیح کی آواز پھر سنی جو پکار پکار کر کہہ رہے تھے "اے میرے باپ! انہیں معاف کر، کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ کیا کر رہے ہیں!" پھر فرمایا، "سب کچھ پورا ہوگیا اور اپنی روح سونپ دی!

اب ابلیس نے معلوم کر لیا کہ اُس کی تمام سعی و تدبیر بیکار گئی، اور مکر و فریب کے سارے ڈورے ایک ایک کر کے ٹوٹ گئے تو اُس نے مایوس ہو کر بڑی کوشش کی کہ جو بیڑیاں اُس نے خود ہی پہن لی تھیں، انہیں اتار کے فرار ہو جائے، مگر کامیابی نہ ہوئی، کیونکہ وہ اچھی طرح جکڑ چکی تھیں۔ اُس نے اپنے پیروں کو بھی لاکھ ہلایا کہ اڑ جائے مگر ان میں بھی مطلق سکت نہ پائی، اسی بے کسی کے حالت میں اُس نے دیکھا کہ عالمِ بالا میں جاکر مسیح نے اپنی صاف روشنی اور زبردست قوت سے حیرت انگیز طور پر جہنم کے دروازے کھول دئے ہیں اور ان سے تمام گنہگار آدم سے لیکر یہود تک نکل کر چلے جا رہے ہیں نہیں بلکہ اُس نے اپنی آنکھوں سے یہ بھی دیکھ لیا کہ اس کے تمام چیلے اور حلقہ بگوش

شیطان ادہراُدہر بھاگ گئے ہین، جہنم کی سب دیوارین گر پڑی ہین اور اُس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی ہے۔

اس منظر نے اُس پر نہایت گہرا اثر کیا، اُس کے عضو عضو مین رعشہ پڑ گیا، قوت برداشت سلب ہوگئی اور وہ کرخت آواز سے چلا کر ایک تیرہ و تار غار مین گر پڑا، جہان وہ اُسی طرح بے حس و حرکت پڑا رہا اور اُس نے یقین کر لیا کہ ائندہ ہمیشہ کے لئے اُسے یون ہی رہنا ہوگا۔

(۲)

اس حادثہ پر ایک، دو اور تین سو برس گزر گئے حتیٰ کہ شیطان اعظم ابلیس کو یاد بھی نہ رہا کہ وہ کب سے اس کرب و بلا مین گرفتار ہے۔ بلکہ اُس نے اس گھٹا ٹوپ اندھیری اور موت کی سی خاموشی مین جو اُسے گھیرے ہوئے تھی ، ہمیشہ یہی کوشش کی کہ گذشتہ واقعات کی یاد اپنے دماغ مین تازہ نہ ہونے دے ، وہ ہمہ وقت فرط غیظ و غضب سے دانت پیستا اور اُس ذات کو ہدف سب و شتم بناتا جو اُس کی اس خانہ بربادی کا باعث ہوئی تھی۔

وہ ہر قسم کی تدابیر نجات سے خالی الذہن اُسی حالت یاس و ناامیدی مین جسم بے جان کی طرح پڑا ہوا تھا کہ ناگاہ ایک روز کچھ شور و ہنگامہ کی آواز بلند ہوئی جس پر اُس کے کان کھڑے ہوئے اور اُس نے بغور انہیں سننے کی کوشش کی وہ آوازین برابر قریب ہوتی گئین ، یہان تک کہ پیرون کی چاپ، نالہ و شیون کا شور، اور دانتون کے کٹکٹانے کی آواز صاف طور پر سنائی دینے لگی، تب تو وہ کنمنایا اور اپنی خوفناک کھردان والی لمبی لمبی ٹانگین پھیلا دین جو مدتون سے اُس کے جسم کے نیچے دبی پڑی تھین ، پھر اُس نے انگڑائی لی اور یہ تصور کر کے کہ اچھے دن واپس آگئے ہین، پہلو مین اس کا دل امیدون سے اچھلنے لگا وہ چست و چاق ہو کر کھڑا ہو گیا ہوا مین اپنے پر پھیلا کر خوب ہلائے اور اپنی وہی پرانی ڈراؤنی سیٹی بجانے لگا جس کے ذریعہ سے زمانہ عروج مین وہ

اپنے بے شمار مرید شیطانوں کو جمع کیا کرتا تھا۔
اسی اثناء مین اُسے نظر آیا کہ اُس کے سر کی جانب ایک کھڑکی سی کھل گئی ہے جس سے نہایت تیز سرخ روشنی کے علاوہ بے حساب شیطان یکے بعد دیگرے غار میں آ آ کر گر رہے ہین اور اُس کے گرد اُسی طرح مجتمع ہو رہے ہین جس طرح لاش پر کوّے اور گدھ جمع ہوا کرتے ہین۔
یہ شیاطین مختلف قد و قامت اور شکل و صورت کے تھے، بعض بہت لمبے تھے بعض بالکل بونے تھے، کچھ از حد موٹے اور بڑے توندوالے تھے اور بعض کے جسم غایت درجہ لاغر تھے، لیکن سب کے دُمیں تھین جو طول اور جسامت مین بہت مختلف تھین، اور سر پر لمبے سیدھے ٹیڑھے یا بل کھائے ہوئے سینگ تھے۔ جن سے ان کے خوفناک سر ذکی ہیبت اور بھی زیادہ ہو گئی تھی۔
انہین مین ایک برہنہ جسم شیطان بھی تھا، جس نے صرف اپنے شانون پر بوسیدہ کپڑے کے کچھ چیتھڑے ڈال لئے تھے، اس کا رنگ سیاہ اور نہایت چمکدار تھا، چہرہ پر ایک بال کا بھی وجود نہ تھا اور پیٹ نہایت بد نما اور مضحکہ انگیز طور پر آگے کو نکلا ہوا تھا، غرضکہ اس شان سے یہ بزرگ نازل ہوئے اور اپنے مرشد اعظم کے روبرو ادب کے خیال سے اکڑون بیٹھ گئے، لیکن آپ کو کسی پہلو چین نہ پڑتا تھا اور برابر حرکت کرتے، داہنی بائین آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے اور اس غار جہنم مین ہر طرف اپنی آتشی نگاہین دوڑاتے تھے آپکے کالے کالے لبون پر مسکراہٹ تھی اور پیچھے دراز دم برابر چلے جاتی تھی!

(۳۲)

یہ کیفیت دیکھ کے ابلیس نے اوپر کی جانب ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا۔
ابلیس۔ یہ شور و غوغا کیسا ہے؟... کیا ہوا؟ ... کیا ہوا؟ ...
برہنہ شیطان۔ وہی ہوا جو اب سے پہلے ہوا کرتا تھا، تمام حالات حسب دستور سابق ہو گئے

جہنم کی شہنشاہیت پھر قائم ہوگئی اور انسانوں سے دوبارہ پر ہوگئی!

ابلیس۔ کیا اب بھی دنیا میں شریر اور گنہگار انسان موجود ہیں؟

شیطان۔ بہت زیادہ!

ابلیس۔ اور اس شخص کی تعلیم و تبلیغ کیا ہوئی جس کا نام لینا میں نہیں چاہتا؟

اس پر دہ اور بقیہ تمام شیاطین دانت نکال کے زور سے ہنسے جس سے غار میں سخت شور مچگیا، اس کے بعد اسی شیطان نے جواب دیا۔

شیطان۔ اس کی تعلیم ہمارے کام میں ہرگز حارج نہیں ہوتی کیونکہ لوگ اگرچہ اس پر ایمان تو رکھتے ہیں، لیکن اب اسکے بموجب عمل نہیں کرتے۔

ابلیس۔ لیکن وہ تو آفتاب کی طرح روشن اور صاف ہے، ساتھ ہی یہ بھی یقینی ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو ہماری دسترس سے بچاتی ہے اور ہمارے کسی مکروفریب کو ان تک پہنچنے نہیں دیتی، یہی نہیں بلکہ اس کے داعی نے اپنی جان دیکر اسے اور بھی زیادہ زبردست بنا دیا ہے۔

شیطان (دم ہلاکر) حضور صحیح ارشاد فرماتے ہیں، لیکن اس بندۂ ناچیز نے اس تعلیم کو اس قدر مسخ کر دیا ہے کہ وہ اپنی اصلی صورت سے بالکل مختلف ہوگئی ہے۔

ابلیس۔ تمہیں یہ کامیابی کیونکر ہوئی؟

شیطان۔ میں نے اسے اس طور پر بدلا ہے کہ اب لوگ اس مسخ شدہ تعلیم کو صحیح سمجھتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں اور اسی کو اپنے معلم کی اصلی تعلیم تصور کرتے ہیں

ابلیس۔ ہم بدولت تفصیل سننا چاہتے ہیں۔

شیطان۔ اس قسم کے حالات خود بخود پیدا ہوئے، البتہ میں نے انہیں موثر بنانے کی کوشش کی اور ان سے حسب دلخواہ فائدہ اٹھایا۔

ابلیس۔ ذرا تفصیلی گفتگو کرو تاکہ میں کسی نتیجہ پر پہنچ سکوں۔

یہ سنکر اُس شیطان نے سر جھکا لیا اور کچھ دیر خیالات مرتب کرنے کے بعد بولا :۔

"جب وہ منحوس اور عظیم الشان واقعہ ہوا کہ جس نے ہماری جہنم درہم برہم کر ڈالی اور ہمارے پیشوائے اعظم و مرشد اکبر کو ہم سے جدا کر دیا، تو ہمیں یقین ہو گیا تھا کہ آیندہ قدمبوسی نصیب نہ ہوگی! چنانچہ مایوس ہو کر میں اُن مقامات میں چلا گیا جہاں وہ تعلیم رائج و عام ہے، جو ہماری بربادی و نامرادی کا باعث ہوئی تھی، تا کہ اپنی آنکھوں سے اُن لوگوں کی حالت مشاہدہ کروں، جنہوں نے وہ تعلیم قبول کی اور جو اس کے اصول پر کاربند ہوئے ہیں، جہان پناہ! سچ تصور فرمائیں کہ انہیں دیکھکر میں حیرت زدہ ہو کر رہ گیا، اور اپنی قسمت و سلطنت کی تباہی پر ماتم کرنے لگا، کیونکہ میں نے دیکھتے ہی معلوم کر لیا کہ اُس تعلیم کے پیرو کامل مسرت و سعادت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اُن میں باہم بغض و کینہ نہیں ہے وہ آپس میں پوری رواداری و یگانگت سے رہتے ہیں۔ حسن کے جادو کا ان پر کوئی اثر نہیں ہے، بہت سے تو ایسے ہیں کہ انہوں نے شادی ہی نہیں کی ہے، اور جنہوں نے شادی کی ہے وہ ایک ہی عورت پر قانع ہیں، نہ اُسے طلاق دیتے ہیں نہ اُس سے بدسلوکی کرتے ہیں، اور نہ اُسکی موجودگی میں دوسری عورت سے واسطہ رکھتے ہیں، اسی قدر نہیں بلکہ وہ دنیا اور اُس کے تمام دلفریبیوں اور نعمتوں سے بھی دور ہیں، اُن کے ہاتھ میں جو کچھ بھی ہے وہ سب کی ملکیت ہے اور ہر ایک اُس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے وہ شر کا مقابلہ کبھی بھی شر سے نہیں کرتے، بلکہ برائی کے عوض نیکی اور شر کے بدلے خیر سے کام لیتے ہیں، اگر ان پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو عفو و کرم برتتے ہیں اور اگر انہیں کوئی ستاتا ہے تو اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں"۔

"اسی سبب سے اُن کی زندگی بہترین اور بالکل بے عیب زندگی تھی، اور جوق جوق لوگ آکر اُن میں شامل ہوتے جاتے اور ان کی پسندیدہ معاشرت اختیار کرتے جاتے تھے، جسکی بنیاد، پرہیزگاری اور محبت پر تھی، جب میں نے یہ کیفیت دیکھی تو یقین کر لیا

کہ ہمارا دور دورہ ختم ہوگیا اور جہنم کی سلطنت ہمیشہ کے لئے مٹ گئی، چنانچہ مین نے وہان سے بھی بھاگنے کا قصد کیا کیونکہ قیام محض بے سود تھا"

"لیکن عین اُسی وقت ایک نہایت معمولی واقعہ ظہور پذیر ہوا، جو حقیقت مین کچھ بھی اہمیت نہ رکھتا تھا، تاہم مین نے مناسب تصور کیا کہ اس پر اپنی توجہ مبذول کرون اور اُس کے نتیجہ کا انتظار کر لون۔"

وہ واقعہ یہ تھا کہ مذکورہ بالا تعلیم کے متبعین کے مابین اس امر مین کچھ اختلاف پیدا ہوا کہ اب پر قتلہ کرنا واجب ہے یا نہین؟ اور اُنکے لیے بت پرستون کے یہان کا کھانا جنری یا نہین، بعضون نے قتلہ نہ واجب اور بت پرستون کے کھانیکو حرام بتایا اور بعضون نے اس کے برعکس، بس اتنی سی بات تھی جسے مین نے نہایت اہمیت دی اور ہر فریق مین وسوسہ پیدا کیا کہ یہ مسئلہ بہت عظیم الشان ہے، اور کسی کو اپنے مسلک سے ہٹنا نہ چاہیے، کیونکہ اسی پر مذہب کا مدار ہے۔ خوش قسمتی سے میری یہ تدبیر کارگر ہوئی ان کے دلون مین ایک دوسرے کے مقابلہ مین شقاق ونفاق وعداوت پیدا ہوگئی اور وہ باہم مخاصمت کے لئے تیار ہو گئے، جو میری تمنا و سعی کے بالکل مطابق تھا"

"اب کیا تھا، دن بدن بغض وعناد کی یہ آگ بھڑکتی گئی، اور مین بلا ایک لمحہ کے ضائع کئے ہوئے اپنے کام مین پوری ہوشیاری سے مشغول رہا، یہان تک کہ مین نے اُنہین اس پر آمادہ کر دیا کہ اپنے اپنے دعوے کی تائید معجزات وخوارق عادات سے کرین، حالانکہ یہ حقیقت آفتاب کی طرح روشن تھی کہ خوارق عادات سے اُس تعلیم کی تائید محض ناممکن تھی، کیونکہ نور اور روشنی ہر قسم کی دلیل وبرہان سے مستغنی ہوتی ہے، مگر وہ اپنے قول کے ثابت کرنے مین اس درجہ بدمست تھے کہ انہون نے اپنی عقلون پر پردے ڈال دیے اور لگے آپس مین معجزات وخوارق سے دلیلین طلب کرنے، میرے لئے اُن کے واسطے معجزات گڑھ دینے مین کیا دشواری تھی؟ فوراً ہی مین نے ان کی رہبری شروع

کردی، وہ میرے پیچھے ہولئے، میرے اقوال و وساوس پر ایمان لائے اور اپنے دعووں کی حقانیت مین ہر قسم کی خلاف عقل باتین پیش کرنے لگے"!

"کسی نے کہا کہ آتشین زبانین بولتی دکھائی دی ہین، اور کسی نے دعوی کیا کہ اُس نے خود اپنے متوفی معلم اعظم کو دیکھا ہے جو اُس کی تائید کر گیا ہے، غرضکہ اسی قسم کی بے سر و پا داستانین پیش کرنے، اور اپنے اُس معلم کی نسبت افترا و کذب کے مرتکب ہونے لگے جس نے ہم شیاطین کے گروہ کو افترا پرداز اور جھوٹا کہا تھا، مگر خوبی تقدیر سے اُس کے نام لیوا اس باب مین ہم سے بھی آگے ہوگئے اور باہم وہی خطابات دینے لگے جو ہمارے لئے مخصوص تھے! چنانچہ جب کوئی فریق اپنی حجت مین کوئی معجزہ پیش کرتا، تو دوسرا فریق فوراً کہتا "تم جھوٹے ہو اور تمہارا یہ معجزہ بھی سراسر گڑھا ہوا ہے!"

"اگرچہ یہ سب کچھ ہو رہا تھا، مگر مجھے خوف تھا کہ مبادا وہ اس صاف و صریح دھوکہ محسوس کرلین اور اپنی رفتار بدل دین، اسی کے سدباب کے لئے مین نے "کلیسا" قائم کرنے کی تجویز سوچی، جس کا حسن اتفاق سے انہون نے بھی خیر مقدم کیا اور عملاً "کلیسا" قائم بھی ہوگیا جس کے بعد مجھے اطمینان کلی ہوگیا کہ ہماری کوششین بار آور ہوئین، ہماری تباہی ختم ہوگئی، جہنم کی شہنشاہیت کا علم پھر سربلند ہوا، اور سرزمین دوزخ پھر اپنی طرف، جوق جوق آنے والی آبادیون سے پُر ہوگئی!"

(۴)

یہ گفتگو سنکر ابلیس نہایت متعجب ہوا، اور اُسے یقین نہ آیا کہ اُس کے چیلے خود اُس سے بھی زیادہ عقلمند، پختہ کار اور حیلہ باز ہین، اسی لئے اُس نے پھر اس شیطان سے سوال کیا کہ "کلیسا کے کیا معنی ہین!"

شیطان۔ "کلیسا کا مطلب یہ ہے کہ جب لوگ کوئی دعوی کرتے ہین، اور محسوس ہوتا ہے کہ مخاطب تصدیق نہین کر رہا ہے، تو خدا پر ٹوٹتے اور کہتے ہین "بخدا، جو کچھ

میرا دعوےٰ ہے وہ بالکل برحق ہے!"

اس سے بھی زیادہ واضح طور پر یوں کہنا چاہیے کہ لوگ جب "کلیسا" کے سلسلہ میں منسلک ہو جاتے ہیں، تو اپنے متعلق دعوے کرتے ہیں کہ وہ مقدس و معصوم ہیں اور ہرگز کسی گمراہی و ضلالت میں نہیں پڑ سکتے۔ اسی بنا پر جتنی بھی حماقتیں اور بیوقوفیاں اُنسے سرزد ہو جائیں، مگر وہ آیندہ ان کی اصلاح یا اعتراف نہیں کرتے، کیونکہ اِسے وہ اپنا اور اپنی تعلیمات کا نقص و عیب تصور کرتے ہیں۔

اس کی مزید تشریح یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے بزعم خود تسلیم کر رکھا، اور دوسروں سے تسلیم کرا لیا ہے کہ ان کے خدا مسیح نے اپنی تعلیم کے محفوظ رکھنے اور ہر کس و ناکس کی تغیر و تبدیل سے اُسے بچانے کے لیے کچھ خاص لوگوں کو منتخب کیا ہے کہ وہ اس کی ٹھیک ٹھیک تفسیر بیان کریں، اور انہیں اختیار دیا ہے کہ اپنے لیے خلفا، و جانشین منتخب کریں، جنہیں بھی اپنے پیش رؤں کی طرح تفسیر و تشریح کا حق حاصل ہے، چنانچہ اس خیال کے بموجب اُن میں سے ہر ایک دعویٰ کرنے لگا کہ حق و صداقت کے ارکان میں سے ایک رکن رکین وہ بھی ہے، نہ اس لیے کہ وہ حق کا علم بردار ہے بلکہ محض اس زعم باطل کی بنا پر کہ وہ اپنے خدا کا برحق خلیفہ، یا اس کے خلیفہ کا خلیفہ ہے، بس اب کیا تھا، یہ خود فراموش یقین کرنے لگے کہ حقیقی اور وحید کلیسا، کی بنیادیں اُنہیں کے کاندھوں پر قایم ہیں، وہ مقدس و معصوم ہیں اور صرف اُنہیں کو حق ہے کہ اپنے معلم کی تعلیمات النالوتی کو سمجھائیں، چنانچہ ہر ایک نے اپنی ہوا و ہوس کو قبلہ بنایا اور اس کے مطابق تفسیریں کرنے لگے اور جو کچھ ایکبار مرتبہ منہ سے نکل گیا، اگرچہ وہ کتنی بڑی حماقت ہی کیوں نہ ہو، اس کی اصلاح یا اپنی غلطی تسلیم کرنا محال ہو گیا، عام اس سے کہ دنیا اُس کی تردید کتنی ہی وضاحت سے کیوں نہ کرے۔

ابلیس۔ میں یہ سننا چاہتا ہوں کہ "کلیسا" نے اُن تعلیمات کی تفسیر کا یہ طریقہ کیوں اختیار کیا جو سراسر ہماری مصلحت کے موافق تھا؟

وہی شیطان۔ یہ اس لئے کہ کلیسا کے ارکان نے اپنی نسبت یہ یقین کر لیا تھا کہ صرف وہی شریعت الٰہی کے مفسر اور اس کے علم بردار ہیں، اسی قدر نہیں، بلکہ انہوں نے دنیا کو بھی یہی یقین کرنے کی دعوت دی، اور جب ایک عرصہ کی جدو جہد کے بعد اُن کا یہ دعویٰ تسلیم کر لیا گیا اور ہر طرف سے مخلوق ان کی طرف رجوع کرنے لگی، تو ان کی اہمیت بڑھی اور اقتدار میں زیادتی ہوئی، یہاں تک کہ انہوں نے دعویٰ کر دیا کہ اس تعلیم کے تمام پیرو اُن کے زیر علم ہیں، اور وہ اُن کے بلا شرکت غیرے سردار۔

جب وہ اس درجہ پر پہنچ گئے تو اُن میں بتدریج شان و شوکت اور جاہ و جلال بھی پیدا ہو گیا، اور پھر آہستہ آہستہ ان میں برائیاں بھی پھیلنا شروع ہو گئیں، یہاں تک کہ بجائے رشد و ہدایت اور تقویٰ و طہارت کے، وہ ضلالت و گمراہی اور شر و فساد کے داعی بن گئے۔ جس کی وجہ سے لوگوں میں ان کی جانب سے نفرت و عداوت پیدا ہو گئی، اور سب اُن کی مخالفت کے لئے کمربستہ ہو گئے۔ کلیسائی سرداروں نے جب یہ حالت دیکھی تو بجائے اپنی اصلاح کے وہ مخالفوں کے مقابلہ میں طاقت استعمال کرنے، اور ہر اس شخص کو قتل کرنے اور جلانے لگے جس نے ان کی تعلیم سے انکار کیا اور ان کے اقتدار کے سامنے گردن نہ جھکائی!

جب یہ حالت ہوئی تو ارباب کلیسا مجبور ہوئے کہ اس مرتبہ کی جس پر وہ سبب جاہ و حشم کی وجہ سے پہنچے تھے، حفاظت کے لئے اپنی مذہبی تعلیمات کی ایسی توجیہیں کریں، جو ان کے حسب خواہش ہوں، اُن کی زندگی کو مقدس ثابت کریں، اور ان کے دشمنوں اور مخالفوں کے مقابلہ میں جو جابرانہ و ظالمانہ سلوک وہ کرتے تھے، اُسے جائز و مستحسن قرار دیں۔ عجیب تر تو یہ ہے کہ ان باطل توجیہوں کو ارباب کلیسا کے معتقدین برحق سمجھتے، اپنے پیشواؤں کی قساوت و بربریت کو مقدس اور مذہب کے عین مطابق تصور کرتے اور ان کی ہر ندا پر لبیک کہنا اور ان کے مخالفوں پر سختی سے سخت مظالم کرنا اجر عظیم کا باعث یقین کرتے تھے۔ الغرض کہ وہ مسخ شدہ تعلیم بہت جلد انتقام کا ایک خوفناک آلہ بن گئی، اور دنیا اور اسکے بسنے والوں

کی ایذا رسانی، مصائب و آلام، قتل و خونریزی اور بےچینی و بدامنی کا زبردست ذریعہ بن گئی۔

(۵)

یہ طویل داستان سننے کے بعد بھی ابلیس کو یقین نہ آیا کہ لوگوں کے بگاڑنے اور اس صاف سادہ اور بے لاگ تعلیم کے خراب کرنے مین اس کے اعوان و انصار کو اتنی عظیم الشان کامیابی ہوئی ہوگی، چنانچہ اس نے پھر کہا۔

ابلیس۔ مین متعجب ہون کہ اس آفتاب جیسی روشن اور ناقابل تحریف و تاویل تعلیم کے معنی کیسے الٹ سکے ہون گے، جو نہایت وضاحت سے کہتی ہے کہ "لوگون کے ساتھ وہی برتاؤ کرو، جو چاہتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ کرین"؟

وہی شیطان۔ نہین، حضرت اقدس! اس تعلیم مین بھی تحریف ہو سکتی ہے، اور میرے مشورون کے بموجب لوگون نے عملاً ایسا کیا بھی ہے، مثال کے طور پر پہلے ایک حکایت عرض کرتا ہون، جو لوگون مین مشہور رہے، اور ٹھیک جس کے مطابق اس تعلیم کی حالت ہوئی ہے، وہ حکایت یہ ہے کہ ایک نیک نفس ساحر نے ایک شخص کو دوسرے شریر ساحر کے پنجہ سے بچانا چاہا، اور اس شخص کو گیہون کے دانہ کی شکل مین کر دیا، شریر ساحر نے فوراً اپنے کو مرغ بنا کر اس دانہ کو چگ لینا چاہا، نیک ساحر نے جب یہ کیفیت دیکھی تو اسی گیہون پر ایک من گیہون کا ڈھیر لگا دیا، جسے نہ تو شریر جادوگر کہا سکا اور نہ اس دانہ کو اس کو ابنائ مین سے تلاش کر سکا! اسی اسلوب پر میری صلاح کے مطابق اُس شخص کی تعلیم مین رنگ آمیزی کی گئی جو کہتا ہے کہ ساری شریعت صرف اس جملہ مین محصور ہے کہ "لوگون کے ساتھ وہی سلوک کرو، جو اُنسے اپنے لئے چاہتے ہو!" مگر لوگون نے اللہ کی اس ایک مقدس اور پاک شریعت کو چوالیس کتابون مین تقسیم کر دیا، اور یقین کر لیا کہ جو کچھ ان کتابون مین ہے، وہ سب کا سب الہام الٰہی اور روح القدس کے ذریعہ سے لکھا گیا ہے اس طرح خود اس تعلیم کے علمبردارون نے، ساحر کے من بھر گیہون کی طرح حق و صداقت پر ان مقدس الہامات"

کا ایک انبار لگا دیا ہے، جس میں پڑ کر حق گم ہو گیا، وہ حق جو دنیا کے لئے لا ابدی تھا جس نے مخلوق کو سلیم النفس اور نیک طینت بنا دیا تھا، اور جس کی روشنی میں اُس نے زمانہ دراز تک تقویٰ و طہارت، فلاح و صلاح اور کامل امن و اطمینان میں زندگی بسر کی تھی۔

ایک طریقہ تو یہ تھا، دوسرا نہایت کامیاب میرا طریقہ یہ تھا کہ میرے وسوسوں کی بنا پر ارباب کلیسا ایک ہزار سال تک ان تمام لوگوں کو قتل و غارت کرتے، جلاتے اور طرح طرح کے مصائب و آلام میں گرفتار کرتے رہے جنہوں نے اظہار حق کی جرأت کی، اب اگرچہ مجبور و مقہور ہو کر انہوں نے اپنا قدیم سفاکانہ رویہ ترک کر دیا ہے، لیکن اب بھی دوسرے طریقوں سے حق پسندوں کو دق کرتے اور ان کی زندگی برباد کرتے رہتے ہیں، چنانچہ اپنے مخالفوں کے برخلاف سازشیں کرنا، ان کے مقابلہ میں دوسروں کو آمادۂ جنگ کرنا، اور انہیں زہر اور دیگر مخفی ذریعوں سے ہلاک کر دینا اب تک جاری ہے، مگر کوئی رو در رو ان کے مقابلہ اور ان کی ضلالت کی پردہ دری کے لئے نہیں کھڑا ہوتا۔

اس تعلیم کے بگڑنے کی ایک تیسری صورت یہ بھی ہوئی کہ جب وہ "کلیسا" قایم کر کے اُسے مقدس و معصوم تسلیم کرنے لگے، تو انہوں نے مخلوق کو اپنی ہوا و ہوس کے مطابق تعلیم دینی شروع کر دی، جو نہ صرف باطل ہی تھی، بلکہ اصلی تعلیم کے سراسر مخالف و برعکس بھی تھی، اور لطف یہ ہے کہ وہ اپنی اِس ضلالت کے تسلیم کرنے پر ہر ایک کو مجبور کرتے اور اُسے کتاب مقدس کی تعلیم کے بالکل موافق ثابت کرنے پر نہایت زور دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر میں ان کی ایک گمراہی پیش کرتا ہوں۔

کتاب مقدس میں وارد ہے کہ "تمہارا معلم صرف ایک ہے، اور وہ مسیح ہے" نیز اُسی میں مذکور ہے کہ "زمین میں کسی کو بھی اپنا باپ مت بناؤ، کیونکہ تمہارا باپ ایک ہے اور وہ آسمان پر موجود ہے" اور نہ کہو کہ زمین میں ہمارے معلم ہیں، کیونکہ تمہارا معلم ایک ہی ہے اور وہ مسیح ہے لیکن ارباب کلیسا ان اقوال کو پس پشت ڈال دیا ہے اور دعویٰ کر دیا ہے کہ ہم اور صرف ہم ہی لوگوں کے باپ اور ان کے

معلوم ہیں! کتاب مقدس میں آیا ہے "اگر تیرا قصد نماز پڑھنے کا ہو تو اپنے کمرہ میں داخل ہو، دروازہ بند کر، اور اپنے اس باپ کے لئے نماز قائم کر جو آسمان پر ہے، تیرا وہ باپ جو تجھے اس مخفی جگہ میں دیکھتا ہے، تجھے علانیہ ثواب عطا کرے گا!" مگر ارباب کلیسا یہ تعلیم دیتے ہیں کہ مسیحیوں پر واجب ہے کہ گرجوں اور ہیکلوں میں مجتمع ہو کر مزامیر کی خوش الحانیوں کے ساتھ عبادت کریں۔ کتاب مقدس میں وارد ہے کہ "تو کبھی قسم نہ کھا"، مگر وہ یہ تعلیم دیتے ہیں کہ حکام کے سامنے قسم کھانا جائز ہے تاکہ وہ احکام و قوانین کا اجرا کر سکیں۔ کتاب مقدس میں ہے "کسی کو قتل نہ کر"، مگر یہ لڑائیوں میں انسانوں کی جان لینا اور حکام کے لئے سولی اور پھانسی کی سزا دینا جائز بتاتے ہیں، کتاب مقدس میں یہ بھی مذکور ہے کہ "میری تعلیم روح اور زندگی ہے، لہذا تم اپنی روح کے لئے اس سے غذا حاصل کرو، جس طرح اپنے جسموں کے لئے روٹی سے غذا حاصل کرتے ہو" لیکن ارباب کلیسا کی تعلیم یہ ہے کہ روٹی پر شراب ڈالنے اور چند مخصوص دعائیں تلاوت کرنے سے روٹی مسیح کا جسم بن جاتی ہے اور شراب ان کا خون، اور اس کا تناول کرنا روح انسانی کے لئے غایت درجہ مفید اور باعث فلاح اخروی ہے، لوگ بھی اس پر اعتقاد رکھتے اور اس پکوان کو عقیدت کیساتھ کھاتے ہیں لیکن جب وہ اپنے کو اچانک، ہمارے پنجوں میں پاتے ہیں تو انہیں نہایت حیرت ہوتی ہے کہ اس مقدس روحانی پکوان نے نہ تو انہیں نجات دلائی اور نہ کوئی فائدہ پہنچایا" شیطان نے یہ کہکر آنکھیں بند کر لیں اور اپنے سر کو اس زور سے گردن پر ڈالا کہ کان شانوں سے مل گئے!

ابلیس۔ مابدولت نے تمام ماجرا سنا، شاباش! شاباش!

پھر اظہار داستان و مسرت کیلئے اپنے بے ہنگم ہونٹوں سے وہ مسکرایا، جس پر گرد و پیش کے تمام شیاطین نے اس زور سے قہقہہ لگایا، کہ جہنم کے در و دیوار میں لرزہ پڑ گیا۔

جب ذرا خاموشی و سکون پیدا ہوا تو ابلیس نے شیاطین کو مخاطب کرکے کہا۔
ابلیس ۔ کیا یہ سچ ہے کہ اب تمہارے قبضہ مین ویسے ہی گمراہ کن، لوٹیرے، قزاق، اور خونریز لوگ موجود ہین، جیسے پہلے تھے؟
اس سوال پر تمام شیاطین بے حد خوش ہوئے اور ایک آواز سے چلائے۔
شیاطین ۔ ہان۔ ہان! ویسے ہی لوگ موجود ہین
ایک شیطان ۔ بلکہ اُن سے کہین بڑھکر۔
دوسرا شیطان ۔ آج کے دہوکہ باز اور گمراہ کرنے والے اپنے پیش رودن سے بہت بڑہ چڑہ کر ہین۔ اور اُن سے کہین زیادہ مہارت سے دام تزویر بچھاتے ہین۔
تیسرا شیطان ۔ آج کے قزاق، قدیم قزاقون سے زیادہ سنگ دل اور بے رحم ہین!
چوتھا شیطان ۔ اب خونریزی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ زمین لہو سے رنگ گئی ہے!
ابلیس ۔ مابدولت کے حضور مین تم سب بیک وقت کیون باتین کرتے ہو؟ جس سے مین سوال کرون وہی جواب دے۔ اچھا وہ شیطان سامنے آئے جو فسق و فجور کی جانب اُس شخص کے حلقہ بگوشون کو لیجاتا ہے، جس نے عورت کو طلاق دینے سے منع کیا ہے اور اُنہین حکم دیا ہے کہ اُس پر بُری نظر نہ ڈالین، وہ آکر اپنی کارروائی بتائے کہ کس طرح لوگون کو اپنی بیبیوں کی، خیانت پر آمادہ کرتا ہے؟
اس پر ایک شیطان نے جواب دیا کہ حضور والا وہ بندۂ ناچیز مین ہون، پھر وہ اپنے سرین کے بل چلکر ابلیس کے قریب پہنچگیا، اس شیطان کی شکل غایت درجہ مضحکہ انگیز تھی، چہرہ عجیب و غریب قسم کا تھا، اور وہ برابر منہہ چلائے اور لعاب بہائے جاتا تھا،
یہ خبیث مجمع شیطان سے نکلکر ابلیس کے سامنے اکڑون بیٹھ گیا، دُم پیچھے پھیلادی جس کے سرے سے برابر زمین جھاڑتا رہا، اس انداز سے بیٹھکر اور دائین جانب

سر کرکے نہایت باریک آواز مین بولا۔

شیطان فسق ۔ اے سرتاجِ مملکت جہنم! رہنمائے اعظم! مرشد الکل! سردار اکبر! قطب الاقطاب! حضرت ابلیس! دام مجدہٗ وملکہٗ! یہ غلام ازلی ٹھیک ٹھیک اُسی صراطِ مستقیم پر گامزن ہے۔ جو اس مقصد کے لئے قدیم سے حضرت اقدس نے مقرر فرمائی تھی، اور جس پر چلکر خود حضور نے جنت عدن مین وہ عظیم الشان مہم سر کی تھی جس کے بعد سے تمام انسان ہمارے قبضۂ اختیار مین آگئے! فی الحال مین اس طرح فساد کی تخم ریزی کرتا ہون کہ "عرصۂ دراز سے مین نے لوگون کو سمجھا رکھا ہے کہ "شادی کا مقصد یہ نہین ہے کہ زن وشو ایک روح و دو قالب ہو کر زندگی بسر کرین" بلکہ اصلی شادی یہ ہے کہ زن وشو دونون بہتر سے بہتر لباس وزیورات سے آراستہ ہو کر اس پرشوکت عمارت مین داخل ہون، جو اسی غرض کے لئے ہوتی ہے، اور وہان عزیز واقارب اور احباب کے جمگھٹے مین کھڑے ہون، جو سب کے سب مومی بتیان روشن کئے ہوتے ہین، پھر بعض مذہبی پیشوا دولہا دلہن کو خاص قسم کے دو تاج پہناہئین، اس دوران مین مست کرنے والے باجے بج رہے ہون اور جذبات کے ابھارنے والے گیت گائے جاتے ہون، پھر وہ دونون تمام مجمع کے ہمراہ اس میز کے گرد گھومین جو اسی مقصد سے ان کے سامنے رکھی جاتی ہے! خوش نصیبی سے لوگون نے میری یہ تجویز قبول کرلی ہے کہ عقد حقیقی کی یہی صورت ہے، اور اس کے بغیر وہ ہو ہی نہین سکتا، چنانچہ انہون نے شادی کے جلسون کے منعقد کرنے اور انہین شاندار بنانے مین پوری ہمت وفراخدلی سے کام لیا ہے اور ان مین سے ہر ایک کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ اس کا جلسہ دوسرون کے جلسون سے بڑھا چڑھا رہے اگرچہ اس پر کتنا ہی روپیہ کیون نہ صرف کرنا پڑے!

انتہائی مسرت کی بات ہے کہ لوگون مین یہ رسم اس درجہ مستحکم ہوگئی ہے کہ اب وہ اُسے ایک مذہبی فرض اور مقدس عقیدہ تصور کرنے لگے ہین جسکے بغیر شادی جائز ہی نہین ہوسکتی، صرف یہی نہین بلکہ مین نے اُن کے دماغ مین یہ بھی ڈالدیا ہے کہ شادی محض شہوات نفسانی اور

لذات جسمانی کے لیے ہوتی ہے، روح کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس عقیدہ کا اثر یہ ہوا ہے کہ وہ راہ سے بھٹک گئے ہیں، فساد اُن میں پھیل گیا ہے، ضلالت کے گھن نے ان کے صحیح عقائد کے مغز کو کھا لیا ہے اور اس کی جگہ یہ خرافات وہملات قائم ہوگئی ہیں۔

یہ کہکر شیطان سر جھکا کے خاموش ہوگیا اور دیکھنے لگا کہ گروجی پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے؟ اپنے چیلے کی گفتگو سن کے ابلیس نے سر ہلا کر اظہار خوشنودی کیا، اور ہونٹوں کے تبسم سے دلی مسرت ظاہر کی، جسے دیکھکر اُس شیطان نے پھر سلسلہ کلام شروع کیا۔

شیطان فسق۔ فردوس بریں میں جو طریقہ حضرت شیطنت پناہ نے برت کر مرد و عورت کو گمراہ کیا تھا، یعنی ممنوع درخت کے پھل انہیں کھلا دیے تھے، میں بھی وہی مفید طریقہ برتتا اور مذکورہ بالا وسائل سے کام لیکر نہایت بیش قیمت نتائج پیدا کرتا ہوں۔ بیشک لوگ گرجا میں جاکر شریفانہ شادیاں کرتے ہیں، مگر چند ہی دنوں کے بعد شوہر کو بیوی سے بے وفائی وکنارہ کشی اور کسی غیر سے آشنائی کی ترغیب دیتا ہوں، جسے وہ فوراً قبول کرلیتا اور خفیہ خفیہ صدہا غیر شریفانہ شادیاں کرتا پھرتا ہے، عورت بھی بسا اوقات مرد کی تقلید کرتی اور اپنے لیے دوسرے آشنا فراہم کرلیتی ہے اس طرح اُن میں برابر فساد بڑھتا جاتا ہے اور وہ یکے بعد دیگرے قعر ضلالت میں گرتے چلے جاتے ہیں، اور اب تو ان کے مابین فسق وفجور کی وہ گرم بازاری ہے کہ بمشکل کوئی انجان اُسے تسلیم کرسکتا ہے۔ اس سے زیادہ پر لطف بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ اپنی بیویوں کو طلاق دیکر اُسی دھوم دھام سے دوسری شادیاں کرتے ہیں، اور پھر انتہائی بے حیائی سے کہتے ہیں کہ پہلی شادی فاسد تھی اور یہ ٹھیک ہے! یہ کہکر شیطان خاموش ہوا، اور دم کے سرے سے اپنے منہ کا وہ لعاب پونچھنے لگا جو نیچے بہہ رہا تھا، پھر اُس نے گردن خم کردی اور ابلیس کو بغور دیکھنے لگا۔

۷

ابلیس۔ مرحبا اے میرے لائق فرزند، میں نے تیرا بیان بغور سنا، میری خوشنودی تیرے

شامل حال ہے۔ برابر اپنا کام کئے جا اور اسی راہ پر استوار رہ۔

پھر اس نے کہا قزاقون کا رہبر تم مین کون ہے؟ وہ حاضر ہو اور اپنے کارنامے پیش کرے یہ سنکر ایک شیطان آگے بڑھکر بولا کہ وہ خادم مین ہون، یہ خبیث نہایت سرکش تھا، اس کے سر پر دو لمبے لمبے بل کھائے ہوئے سینگ تھے، ہونٹون پر بٹی ہوئی اور اوپر کو تنی ہوئی بڑی بڑی مونچھین تھین، اور ازحد بدکو اک اور نہایت دراز ٹانگین تھیں یہ اپنی مونچھین بٹتا ہوا آیا اور ابلیس کے بھیانک چہرہ پر اپنی سرخ سرخ آنکھین جماکر کھڑا ہوگیا۔

ابلیس۔ عزیز من! جس شخص نے جہنم کا تختہ الٹا ہے، اس نے دنیا کو یہ تعلیم دی تھی کہ پرندون کی طرح بے عزر زندگی بسر کرو، حاجتمندون کی مدد کرو، بے کسون کی ہمدردی کرو، جو تم سے کرتہ طلب کرے، اسے چادر بھی اتار کر دیدو، اور اگر نجات کے طلبگار رہو تو تمام مال و متاع غریبون پر تقسیم کر دو! پھر بتاؤ وہ کون اسباب و ذرایع تھے جنکی بدولت تم نے اس کے حلقہ بگوشون کو اس پر آمادہ کر دیا کہ وہ باہم لوٹ مار کرین اور دوسرے کی جیب خالی کرانے کے لئے ہر ممکن تدبیر پر عمل پیرا ہون؟

مونچھون والا شیطان۔ مجھے اپنے مقصد مین اسی طریقہ سے کامیابی ہوئی ہے جس طریقہ سے حضرت شیخنت پناہ نے قدیم زمانہ مین "شاول" کو بنی اسرائیل پر بادشاہ بنایا تھا آج بھی ٹھیک ٹھیک وہی صورت حال ہے، جو اس وقت تھی، اور حق یہ ہے کہ یہ طریقہ نہایت کارآمد اور مفید بھی ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے لوگ فوراً قزاقی، لوٹ مار، دن دھاڑی لوگون کے مال پر دست درازی اور مزدورون پر ظلم و ستم شروع کر دیتے ہین، اور عجیب تر تو یہ ہے کہ اس قزاقانہ دست برد سے جو مال حاصل کیا جاتا ہے، اسے لوگ بالکل جائز اور قانونی سمجھتے ہین، اور اس مین کسی قسم کا کوئی گناہ یا عیب تصور نہین کرتے۔

مین نے اپنا یہ اصول بھی رکھا ہے کہ اس قزاقی کو بالکل علانیہ باضابطہ، اور بلا کسی روک ٹوک کے جاری رکھنے کے لئے کسی ایک شخص کو گرجا بھیجتا ہون جہان اسے نہایت پرشوکت تاج پہنایا جاتا ہے، بیٹھنے کو غایت درجہ شاندار اور بلند تخت

ہوتا ہے، جسپر نقرئی چادرین چڑھی ہوتی ہین، اور بیش قیمت جواہرات کی پچی کاری ہوتی ہے وہ جب اُس پر متمکن ہو جاتا ہے تو اس کے ایک ہاتھ مین عصائے سلطنت دیا جاتا ہے اور دوسرے مین گیند، پھر اُس کے سر پر روغن زیتون کی مالش ہوتی ہے اور اللہ اور اُسکے بیٹے یسوع کے نام کے ساتھ اس کی بادشاہت کا اعلان ہو جاتا ہے! اس سوانگ کے بعد یہ شخص مقدس ہو جاتا ہے، بلکہ کلیسا کی ریاست بھی اُسی کے قدمون سے آلگتی ہے۔ ساتھ ہی مین اُسکی برگزیدگی اور بلند رتبگی کی تبلیغ شروع کر دیتا ہون، جسسے لوگ فوراً تسلیم کر کے صرف معمولی اعتقاد ہی اس کی شخصیت کے ساتھ نہین رکھتے بلکہ انتہائی مبالغہ کے ساتھ اس کے لئے طرح طرح کے القاب بھی تراش لیتے ہین، چنانچہ حاکم مطلق، زمین مین اللہ کا سایہ، رعیت کا دینی و دنیا وی سردار اور انسانون کا آقا و مالک ... غرضکہ اُسے خود اپنے خالق و پروردگار سے بھی بڑھا دیتے ہین!

اس مقدس طریقہ سے لوٹ مار کو ایک عرصۂ دراز سے مین نے رواج دیدیا ہے، یہان تک کہ اب وہ اپنے انتہائی درجہ پر پہنچ گئی ہے، چنانچہ مقدس تاجدار، ان کے اعوان و انصار اور تمام وہ لوگ جو اُن سے بلاواسطہ یا بالواسطہ تعلق رکھتے ہیں، پوری آزادی سے قومون کو لوٹ رہے ہین، اور اس لوٹ کے جائز ثابت کرنے کے لئے انھون نے قانون بنا رکھے ہین، جنکی موجودگی مین یہ قزاقی ہر قسم کے مواخذہ و باز پرس سے بری ہے اور تعجب تو یہ ہے کہ جو لوگ لوٹے جاتے ہین، وہ بھی اپنے کو لٹا ہوا نہین سمجھتے بلکہ یہ تصور کرتے ہین کہ ان کا مال و متاع قانون کی رو سے لیا گیا ہے، اور یہ قانون درحقیقت اُن کے لئے قضائے مبرم کا حکم رکھتے ہین غرض اسطرح چند ناکارہ مخنثون کو موقعہ دیتے ہین کہ قومی دولت کا سرقہ کرین جسے مخلوق خون پانی ایک کر کے کماتی ہے، یہ قزاقی صرف انہین ممالک مین نہین جاری ہے، جن مین بادشاہون کے سر پر روغن زیتون کی مالش ہوتی ہے، بلکہ اُن مین بھی اس کا دور دورہ ہے جہان یہ رسم نہین ہے مگر بادشاہت قائم ہے، حضرت اقدس سے مخفی نہین ہے کہ

یہ طریقہ نہایت قدیم ہے اور خود شیطنت پناہ کا ایجاد کیا ہوا ہے، البتہ مین نے یہ سنت ابلیسی عام کردی ہے اور اُسے ایسے اصول وقوانین پر قائم کردیا ہے کہ ہمیشہ کے لئے استوار ہوگئی ہے اور اب بادمخالف سے اُسے کوئی اندیشہ نہین رہا ہے، حضور والا کو میری کامیابی کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ پیشتر دنیا صرف اُن لوگون کے سامنے دوزانو ہوتی تھی جنہین وہ حکومت وبادشاہت کے لئے منتخب کیا کرتی تھی، لیکن اب تو یہ حالت ہے کہ اُسے ہر تاجدار کی اطاعت کرنا پڑتی ہے، اگرچہ وہ منتخب شدہ بادشاہ نہ ہو، اور اگرچہ اُسے کوئی پسند بھی نہ کرتا ہو۔

قزاقی کا ایک کامیاب طریقہ یہ بھی ہے کہ بادشاہ اور اُس کے عہدہ دار قوم پر بھاری بھاری ٹیکس مقرر کر کے، اُس سے بجبر وصول کرتے ہین، قوم بھی یہ سمجھکر مجبوراً خاموش ہوجاتی ہے کہ یہ ٹیکس ملک کی ترقی کے لئے لازمی ہین، کیونکہ وہ قومی سود وبہبود مین صرف کئے جاتے ہین، حالانکہ اگر سب نہین، تو اُن کا بڑا حصہ سرکاری خزانہ مین چلا جاتا ہے، جہان سے وہ بادشاہ اور اُس کے عہدہ داران کے عیش وآرام اور خواہشات نفسانی مین خرچ ہوجاتا ہے! یہ بادشاہ اور عہدہ دار عموماً نہایت کمینہ اور نیچے درجہ کے مفلس لوگ ہوتے ہین، جو برسر اقتدار ہوتے ہی چند سال مین اُسی قومی روپیہ سے مالامال ہوجاتے ہین۔ اُن کے گھر زر وجواہر سے پُر ہوجاتے ہین اور ان کے ہاتھون مین وسیع وسرسبز زمینین آجاتی ہین، حالانکہ وہ پیشتر صفر الیدین تھے، اور اُنکی کوٹھری مین اناج کا ایک دانہ بھی نہ تھا۔

میری کامیابی یہین پر ختم نہین ہوجاتی کہ مسیحی قومین باہم لوٹ مار مین مصروف ہوگئی ہین، بلکہ میری ناچیز کوششون سے انہون نے ایسی قومون پر بھی دست درازی کی ہے جو نہ ان کی مذہب مین ہین اور نہ اُن سے کسی قسم کا تعلق رکھتی ہین مسیحی قومین اُن غریبون پر دن دھاڑے ڈاکے ڈال رہی ہین، ان پر انواع واقسام کے مظالم کرتی ہین اور انہین عبودیت وغلامی کی بوجھل زنجیرون سے جکڑ رہی ہین اور اس پر دعوے یہ ہے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہین، وہ ہمپر مذہباً فرض ہے، اور مسیح کی خوشنودی اسی مین ہے، حالانکہ یہ قطعاً مسیح کی تعلیمات کے

مخالف اور محض ہٹ دھرمی کا دعویٰ ہے!

اے قطب اعظم! تیرے اس بندۂ حقیر کی سعی و تدبیر کا یہ اثر ہوا ہے کہ مسیحی اقوام کے ہاتھوں دنیا کا چپہ چپہ برباد ہو رہا ہے، اور قزاقی کا وہ دور دورہ ہے کہ یورپ و امریکا سے لیکر افریقہ کے تپتے ہوئے ریگستانوں اور ایشیا کے سنسان بیابانوں تک کوئی جگہ ایسی نہیں باقی ہے جہاں مسیحی قوموں نے لوٹ کھسوٹ نہ مچا رکھی ہو، اور کوئی کمزور و زبردست قوم نہیں ہے جس پر وہ ظلم و ستم کی بارش کرتے اور اُسے غلام بنانے کی کوششوں میں نہ مصروف ہوں!

اس زمانہ میں تباہی کی ایک جدید صورت یہ بھی نکلی ہے کہ سلطنتیں دبڑے بڑے ملکی اور بین الاقوامی قرضے لیتی ہیں، جن کے ذریعہ سے صرف موجودہ نسل ہی کی کمائی نہیں لُٹتی بلکہ آیندہ نسلیں بھی عالم وجود میں آنے سے پہلے ہی پوری طرح لٹ کر مفلس و بے نوا ہو جاتی ہیں۔

ای شیطان اکبر! میں اس امر پر بار بار زور دینا نہیں چاہتا کہ یہ تمام کامیابی محض اس وجہ سے ہوئی ہے کہ دنیا کو میں نے یہ یقین دلا دیا ہے کہ بادشاہ خدا کے برگزیدہ نائب ہوتے ہیں، اسی بنا پر سب ان کی اطاعت کرتے، ان کی قزاقی برداشت کرتے ہیں۔ اور انکی بغاوت و مقاومت کے لئے نہیں اُٹھتے۔ پس قزاق اعظم یعنی بادشاہ کے لئے یہ کافی ہوتا ہے کہ اسکے پرنخوت سر پر چند قطرے مقدس روغن کے ٹپکا دئے جائیں، جس کے بعد اس کے لئے مباح ہو جاتا ہے کہ جو چاہے کرے، جس پر چاہے ڈاکہ مارے اور جسے چاہے پامال کر ڈالے!

چنانچہ میں نے ملک روس میں ایک مرتبہ تجربۃً چند عورتوں کو یکے بعد دیگرے تخت شاہی پر بٹھایا جو سب کی سب سخت جاہل، ان پڑھ، بیوقوف، اور سب سے بڑھکر یہ کہ پرلے درجہ کی فاحشہ و آبرو باختہ تھیں، اور قانون سلطنت کے مطابق انہیں اونی حق بھی تخت شاہی کا نہ پہنچتا تھا، ان میں سب سے آخری ملکہ صرف عصمت فروش ہی نہ تھی، بلکہ سخت مجرمہ اور خونی بھی تھی، چنانچہ اس نے اپنے شوہر اور قانونی ولی عہد کو انتہائی سفاکی کے ساتھ ذبح کیا تھا، مگر چونکہ وہ بھی انہیں خونریز قزاقوں میں سے تھی جن کے سر پر روغن

زہر تو ملا گیا تھا، اس لیئے نہ تو لوگون نے اس مجرمہ کی آنکھین پھوڑین، نہ ناک کاٹی نہ درون سے کھال کھینچی، اور نہ کوئی وہ برتاؤ کیا، جو عام طور پر مجرمون کے ساتھ کیا کرتے ہین، بلکہ الٹے اُس کی فرمانبرداری کی زرخرید غلامون کی طرح چاکری کی، اور کامل تیس برس تک اُسے اور اُس کے عاشقون اور آشناؤن کو موقعہ دیا کہ ان کی تھیلیون کو خوب خالی کرین اور جس قدر چاہین ان کے گھربار اور شخصی آزادی دآبرو پر دست درازی کرین۔ یہی کا نتیجہ تھا کہ اس ڈائن کے طویل زمانہ حکومت مین جور وستم اپنی انتہائی منزل تک پہنچگیا تھا!

اس بیان سے میرے آقا کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ اب قزاقی کس قدر عام ہو گئی ہے، جو واضح رہے کہ زروجواہر تک محدود نہین ہے بلکہ گھوڑون، بیلون، ہر قسم کے چوپایون اور کپڑون تک اس کا اثر پہنچگیا ہے، حکام ان سب چیزون کو خوب لوٹتے ہین مگر باقاعدہ اور منظم طریقہ سے، بلکہ واقعہ تو یہ ہے کہ اس عاجز کی جدوجہد سے اب ہر کس وناکس مجبور ہے کہ وہ بھی لوٹ مار مین مصروف ہو جائے کیونکہ بغیر ایسا کیئے ہوئے اُسے اپنی زندگی بسر کرنا ناممکن نظر آئیگا۔ چنانچہ انتہائی مسرت کے ساتھ مین یہ امر حضرت اقدس کے علم مین لانا چاہتا ہون کہ عملاً ہر شخص اس سلب ونہب مین مشغول ہو گیا ہے، اور لوگ اس مقصد کے لیئے میری رہنمائی مین ایسے ایسے طریقے اختیار کر رہے ہین جن کے سامنے ان چورون اور رہزنون کے طریقے بھی ہیچ ہین، جو محض بھوک وگرسنگی کی وجہ سے اس جرم کے مرتکب ہوا کرتے ہین۔

حضرت اقدس کو یہ معلوم کر کے از حد حیرت ہو گی کہ تاجدار قزاق رہزنی کے لیئے باہم پیش قدمی کرتے اور ایک دوسرے پر بازی لیجانا چاہتے ہین جس کے لیئے اکثر اُن مین اَن بَن بھی ہو جاتی ہے اور وہ اعلان جنگ کر کے اپنی اپنی نوجوان رعایا کی صفین میدان مین لا کر کھڑی کر دیتے ہین، جو باہم ٹکراتین، الڑتی مرتین اور ان رہزنون کی نفسانیت کے دیوتا کی بھینٹ چڑھاتی ہین۔

ابلیس ۔ زندہ باد! اے لائق فرزند! مین تم سے بہت خوش ہون، اپنے کام مین برابر مشغول رہو۔

پھر وہ شیاطین سے مخاطب ہوکر بولا تم مین خونریزی کرانے والا شیطان کون ہے؟ ما بدولت اس کی کارروائی معلوم کرنا چاہتے ہین ۔

فوراً ہی مجمع سے ایک کرخت آواز بلند ہوئی کہ "وہ مین ہون"، ساتھ ہی ایک نہایت ہیبت ناک شیطان برآمد ہوا، جس کا چہرہ خون کی طرح نہایت سرخ تھا، دو بڑے بڑے نکیلے دانت ہونٹون کے باہر نکلے ہوئے تھے، سر پر پتلے پتلے تیز سینگ تھے، اور دُم پیچھے اکڑی ہوئی کھڑی تھی جس مین کسی قسم کی جنبش نہ ہوتی تھی:۔

یہ خبیث بڑے کروفر سے آیا جس سے ابلیس نے سوال کیا:۔

ابلیس ۔ اس شخص کے پیرو‌ون کو قتل وخونریزی پر تم کس طرح آمادہ کرتے ہو، جسکی تعلیم یہ ہے کہ "برائی کا مقابلہ برائی سے نہ کرو، بلکہ اپنے دشمنون سے بھی محبت کرو"؟

خونی شیطان ۔ مین بھی اُسی قدیم طریقہ پر عامل ہون جو میرے مرشد نے ہابیل وقابیل کے معاملہ مین تجویز کیا تھا، یعنی مین بھی لوگون کے دلون مین بغض وعناد، عوض وانتقام، اور غرور وتکبر کے سوئے ہوئے جذبات اُبھارا کرتا، مذہبی پیشواؤن کو عوام الناس کے مقابلہ مین برانگیختہ کرتا، اور یہ یقین دلاتا ہون کہ قتل وغارت کے جرائم اسی صورت سے بند ہون گے کہ خود اُن کے مجرم قانونی طور پر علانیہ قتل کئے جائین، علاوہ ازین میرے دوسرے بھائی شیطانون کے ذریعہ سے کلیسا کے مقدس ومعصوم ہونے نیز شادی اور مسیحی مساوات کے متعلق مسیحیون مین جو خیالات عام ہوگئے ہین اُن کی وجہ سے قتل کے بہت سے واقعات روزانہ ہوجایا کرتے ہین ۔

کلیسا کی معصومیت کے عقیدہ نے قرون مظلمہ مین ہزارون بلکہ لاکھون بھینٹین مجھ پر چڑھائی ہین، جس کی اجمالی تفصیل یہ ہے کہ جب کچھ لوگ مذہبی پیشوا اور کلیسا

کے ممبر بن گئے، جس کی معصومیت مسلم ہے، تو ان تمام لوگون کے برخلاف کارروائیان کرنے لگے جنہون نے ان کی برگزیدگی اور معصومیت سے انکار کیا، انہون نے انہین جھوٹے معلم کا خطاب دیا جو لوگون کے خیالات خراب کرتے اور عقائد بگاڑتے ہین، پھر کہا کہ یہ شریعت کی نگاہ مین ایک شدید اور ناقابل معافی جرم ہے، لہذا ان کا قتل کردینا واجب اور رضاء الٰہی کا موجب ہے بلکہ یہ اللہ کے حضور مین ایک مقدس قربانی کا حکم رکھتا ہے۔

چنانچہ اس اعتقاد کے بموجب انہون نے قتل وخونریزی کا بازار گرم کردیا، اور لاکھون انسانون کو یا تو ذبح کرڈالا، یا زندہ جلادیا، اور عجیب تر اور مضحکہ انگیز تو یہ ہے کہ ارباب کلیسا جن لوگون کو قتل کرتے، جلاتے، اور انہین ہم شیاطین کا پیرو بتاتے تھے، درحقیقت وہی راہ راست پر تھے، انہین نے مسیحی تعلیم سمجھی تھی، اور وہی ہمارے شدید ترین دشمن تھے، برخلاف ان کے خود ارباب کلیسا گمراہ اور ہمارے مطیع وفرمانبردار تھے، لیکن باین ہمہ وحشت وبربریت جس کے سامنے صحرائیون کی وحشت وقساوت بھی شرمسار ہے، وہ اپنے کو مجسمہ تقوی وطہارت، شریعت الٰہی کا حامل اور اسکے احکام و اوامر کا جاری کرنے والا تصور کرتے تھے، حالانکہ اللہ اور اس کی شریعت ان سے بالکل بری تھی، اور وہ سراسر ہمارے نقش قدم پر چلنے والے تھے، گذشتہ زمانہ ہی مین نہین بلکہ آج بھی، اور اب تو قتل وخونریزی بہ نسبت پہلے کے کہین زیادہ سہولت، قساوت، سرعت اور کثرت سے جاری ہے۔

میری کامیابی کا ایک باعث وہ عقیدہ ورسم بھی ہے، جو شادی کے بارے مین مسیحی اقوام کے مابین رائج ہے، کیونکہ کلیسائی دستور کے مطابق زن وشوہین کبھی بھی جدائی اور طلاق نہین ہوسکتی، پھر جب دونون مین سے کوئی فسق وتھتک پر کمربستہ ہوتا ہے، اور اپنے رفیق زندگی کو درمیان مین سد راہ پاتا ہے تو قتل کے ذریعہ سے اسکا کام تمام کردیتا ہے، اور اس طرح شوہرون کے ہاتھ سے بہت سی بیویان اور بیویون کے ہاتھ

سے بہت سے شوہر موت کے گھاٹ اتر جاتے ہین، اسی طرح عورتین اپنے اُن بچون کو بھی قتل کردیا کرتی ہین جو وہ حرام طریقون سے پیدا کرتی ہین۔ غرضکہ اس قسم کی وارداتین روزانہ ایک نہین، دو نہین بلکہ بہت سی ہوتی ہین، اور دن بدن جہنم کی آبادی بڑہتی رہتی ہے اسکے علاوہ ایک اور ذریعہ میرے کامیابی کا یہ ہے کہ مسیحی اقوام مساوات کی مدعی ہین، یعنی یہ کہ مسیح کی شریعت سب کو ایک نظر سے دیکھتی ہے، لیکن وہ لوگ جن کا مال ومتاع لوٹا جاتا، اور قانون کے نام سے جن کی کمائی چھینی جاتی ہے، وہ کہتے ہین کہ یہ دعوے مساوات محض کذب وفریب ہے، اور یہ کہ دنیا مین مساوات قائم نہ ہوگی، جبتک ان قزاقون کی چیرہ دستیون کو روکا نہ جائے گا، اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ تمام مظلومین متحد ومتفق ہوکر اپنی پوری قوت سے بغاوت کردین۔ چنانچہ اکثر ایسی بغاوتین ہوتی رہتی ہین، جن مین ظالم ومظلوم باہم ٹکراتے اور خون کی ندیان بہا دیتے ہین، اور اس طرح جہنم کی آبادی مین بہت بڑا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

(۹)

ابلیس:۔ شاباش! اے نور نظر ابلیس! تو نے بھی شاندار کامیابی حاصل کی ہے مین تجھے برکت دیتا ہون! جا، اپنا کام اسی مستعدی سے کرتا رہ! پھر اُس نے مجمع کو مخاطب کر کے کہا "تم مین سے کون شیطان دنیا کو جنگ وجدال کی ترغیب دیتا، اور لوگون کو باہم لڑاتا ہے۔ جن کے استاد نے یہ تعلیم دی تھی کہ "سب انسان ایک باپ کے بیٹے ہین، لہذا سب کو باہم محبت کرنا چاہئے!"

یہ سنکر نیلے رنگ کا ایک پیل تن شیطان سامنے آیا جس کے منہ سے دہوان اور آگ نکل رہی تھی، اُس نے اپنی پیٹھ پر اپنی نہایت موٹی اور بھدی دُم ماری اور ابلیس سے کہنے لگا:۔

جنگ کا شیطان:۔ اس کا بیڑا مین نے اٹھایا ہے مین ہر قوم کے دل مین یہ اعتقاد

راسخ کرتا ہون کہ اقوام عالم مین سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور بزرگ تر قوم وہی ہے خصوصًا انگلستان، فرانس، روس اور جرمنی مین یہ خیال زیادہ جاگزین کیا کرتا ہون، چنانچہ ایک مدت کی سعی کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ان مین سے ہر ایک، اپنے کو سب سے زیادہ طاقت ور سمجھنے لگا ہے، خاصکر جرمنی نے تو انتہائی غلو کے ساتھ یہ جملہ اپنا قومی نشان قرار دیدیا ہے کہ DEULAES, DIIBTSCHLAN

یعنی "جرمنی سب سے بالاتر ہے!"

اس غرور وتکبر کا یہ اثر ہوا ہے کہ ان مین سے ہر قوم، دنیا کی دیگر اقوام کے گلے مین اپنی غلامی کے طوق ڈالنے مین لگی ہوئی ہے، اور دنیا بھر پر قبضہ کرنے کی فکر مین ہر ایک بڑی بڑی تیاریان کر رہی ہے، سب کو یہی دھن ہے کہ زیادہ سے زیادہ فوج، سامان جنگ، کوہ شکن توپین، جنگی جہاز، اور تارپیڈو کشتیان، اور اس زمانہ کے تمام مہلک سے مہلک حربے اُسی کے ہاتھ مین ہون، تاکہ وہ سب سے زیادہ دنیا مین تباہی وبربادی پھیلا سکے۔

ہر قوم اپنے پڑوسیون سے ہوشیار رہتی اور اُن کی تیاری بغور دیکھتی رہتی ہے ساتھ خود بھی سازوسامان سے مسلح رہتی، ڈراتی، دھمکاتی اور انہین آنکھین دکھاتی رہتی ہے کہ مبادا کمزور سمجھکر وہ اس پر اچانک حملہ کر دین، براعظم یورپ اس وقت عجیب حالت اضطراب مین ہے، سب طرف جنگ کی سیاہی چھائی ہوئی نظر آتی ہے، سب تلوارین تیز کر رہے ہین، اور تمام شیاطینِ سیاست وحکومت اپنے اپنے ہموطنون کو محشرستان جنگ مین بھیجنے کے لئے تیار کر رہے ہین۔

پس اس مختصر بیان سے جناب والا اندازہ فرما سکتے ہین کہ جس شخص نے ہم شیطانون کو "قاتل وسفاک" کہا تھا، اس کے تمام کے تمام پیرو کس طرح شب وروز جنگ وجدل مین کودنے کے لئے تیاریان کر رہے ہین؟ بلکہ یون کہنا چاہئے کہ وہ خود ہی سب کے

سب "قاتل خونریز اور سفاک" بن گئے، کیونکہ وہ خون بہانا اور بے گناہون کی جان لینا جائز سمجھتے ہین!

(۱۵)

ابلیس ۔ مرحبا! مرحبا! اے میرے لخت جگر! تیری تقریر گو مختصر ہے مگر تیرے کارنامے نہایت عظیم الشان ہین، مین مبارک باد دیتا، اور اپنی انتہائی مسرت کا اظہار کرتا ہون، جا، تیری خوبصورت پشت پر ابلیس کا مبارک ہاتھ ہمیشہ رہے، اور تو ابلیس کی توفیق عنایت سے اپنی کوششون مین سرخرو و کامیاب ہو!

یہ کہکر ابلیس نے سر جھکا لیا اور دیر تک غور کرنے کے بعد شیطانون سے کہنے لگا:

ابلیس ۔ ایک بات اب تک میری سمجھ مین نہین آئی، اور وہ یہ کہ ان روشن خیال اور سلیم الطبع لوگون نے جن پر تمہارے وساوس و مکائد کا کچھ بھی اثر نہ ہوا تھا، کیون نہ محسوس کیا کہ کلیسا نے ان کے مذہب کی حقیقی تعلیم مسخ کر دی ہے، اور کیون نہ وہ اسکی مقاومت و مخالفت کے لئے کمربستہ ہوئے، اور کیون نہ انہون نے اُس تعلیم کو ان تمام آلائشون سے پاک کر دیا، جنہون نے اُسے بدل کر کچھ سے کچھ کر دیا ہے؟!

ابلیس کی زبان سے جون ہی یہ الفاظ صادر ہوئے، مجمع سے خاکی رنگ کا ایک شیطان برآمد ہوا جو خوب ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہنے ہوئے تھا، اور اس کی کنپٹیون پر دو کان تک لمبے ہوتے چلے گئے تھے، یہ خبیث نہایت متانت سے آیا اور اکڑون بیٹھنے کے بجائے مشرقی رسم کے مطابق دو زانو ہو کے جھک کر بیٹھ گیا، اور نہایت صاف، ستھری اور فصیح زبان مین کہنے لگا:۔

خاکی شیطان ۔ اے رہنمائے اعظم! جو کچھ جناب نے ابھی فرمایا ہے، وہ اُن عالی دماغ علماء سے ہونا ناممکن تھا

ابلیس ۔ یہ کیون؟

خاکی شیطان۔ اس لئے کہ مین ان کے ذہن کو ضروری امر کی طرف متوجہ ہی نہین ہونے دیتا بلکہ انہین ایسی بحثون مین الجھائے رکھتا ہون جو از سرتا پا لایعنی ہوتی ہین، وہ نہ خود ان کے لئے ضروری ہوتی ہین اور نہ کسی دوسرے کے لئے، بلکہ وہ ایسی ہوتی ہین کہ اُن مین حق کا پانا محال ہوتا ہے، اس لئے کہ اُن مین حق ہوتا ہی نہین ہے اوہمی اور بے سر و پا بحثون مین پڑنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان دائمی ضلالت مین گھر جاتا ہے اور محض وہمی اسباب وعلل و دلائل کی بنا پر وہ خرافات ومہملات کے قصے ہوا مین طیار کرنے لگتا ہے۔

ابلیس۔ تمہارا طرز عمل اس بارہ مین کیا ہے؟

خاکی شیطان۔ وہی، جو حضرت اقدس کا اب سے کچھ زیادہ ایک ہزار برس پہلے تھا یعنی یہ کہ مین نے بھی حضور کے نقش قدم پر چلکر علماء و فضلاء مین یہ وسوسہ پیدا کر دیا ہے کہ جس امر کا معلوم کرنا اُن کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ "اقانیم ثلاثہ" یعنی باپ، بیٹے اور روح القدس تینون کا باہمی علاقہ و تعلق کیا ہے؟ مسیح کی اصلیت، اُن کا سلسلہ نسب اور ان کی حقیقت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی ماہیت کیا ہے؟ غرضکہ اسی قسم کے بہت سے وسوسے مین نے پیدا کر دیے، جو خوش نصیبی سے کارگر ہوئے اور انہون نے ان مہمل ولغو بحثون کو مہتم بالشان سمجھکر، اپنا سارا زور ان مین صرف کرنا شروع کر دیا۔ اختلافات کا پیدا ہونا لازمی تھا، چنانچہ وہ باہم مختلف ہو گئے اور ہر ایک نے اپنے دعوی کے ثبوت مین معجزات و خوارق عادات پیش کئے، پہلے تو یہ اختلاف زبانی تھا، پھر وہ دلی ہو گیا، جس نے ان مین باہمی بغض و عداوت پیدا کی اور اُس ایک شخص کے پیرؤن کو بہت سے گروہون اور فرقون مین منقسم کر دیا۔ چنانچہ اُسی زمانہ سے مسیحی فرقون کا ظہور رہا ہے، جو ہمیشہ ایک دوسرے سے عداوت و دشمنی رکھیں گے اور اپنے ماسوا سب کو گمراہ جہنمی سمجھتے رہین گے، اسی قدر نہین بلکہ ان مین سے

بعض کے پیشواؤں نے تو یہاں تک مبالغہ کیا ہے کہ اپنے فرقہ کے لوگوں کو دوسرے فرقہ کے لوگوں سے ملنے جلنے، اُن کے گرجوں میں بطور سیر و تفریح بھی جانے، ان کی کتابوں کے پڑھنے اور ان میں شادی بیاہ کرنے سے بھی نہایت سختی کیساتھ روکدیا ہے۔

مذکورہ بالا مباحث میں پڑنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے تمام عمدہ خیالات پراگندہ ہوگئے اور وہ خود جدید زندگی سے دور ہوگئے، مسرت و اطمینان کی زندگی، راحت و طمانیت کی زندگی، یعنی وہ اعلیٰ زندگی، جس کی طرف اُن کے استاد نے رہنمائی کی تھی اور جسے اس قدر صاف صاف لفظوں میں بتایا تھا کہ اگر وہ اس پر کاربند ہوتے تو فلاح و نجات و شادکامی کے ساحل تک ضرور پہنچ جاتے، اور اس وقت ہماری تمام سعی و تدبیر بے کار ہوجاتی، کبھی جہنم کی شہنشاہت دوبارہ نہ قائم ہوتی، اور نہ اس کی وسیع زمین میں کوئی آبادی قائم ہوسکتی۔

ایک لحظہ توقف کرنے کے بعد خاکی شیطان نے پھر سلسلہ سخن شروع کیا، حضور والا! جب میں مسیحی علماء و فضلاء کو ان مباحث میں مشغول کرنے میں کامیاب ہوگیا جن کی الجھنوں اور لغویتوں کو وہ ابتک دور نہیں کرسکے ہیں، بلکہ جس قدر زیادہ اس میں کاوش کرتے جاتے ہیں، اُسی قدر وہ اور زیادہ پیچیدہ ہوتی جاتی ہیں، حتیٰ کہ اب وہ اس درجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ ان کی سمجھ میں خود اپنی تاویلیں و توجیہیں بھی نہیں آتیں، تو میں نے اُنہیں سے بعض کو اس شخص کی کتابوں کی تفسیر و تشریح پر آمادہ کیا جسے "ارسطو" کہتے ہیں اور جو اب سے سوا دو ہزار سال قبل یونان میں پیدا ہوا تھا اور جسے لوگوں نے "فلسفی" کا خطاب دیا ہے، کیونکہ اس کی تحریریں بھی میری جانب دنیا کی رہنمائی کرتی ہیں۔ نیز کچھ لوگوں کو میں نے یہ سمجھایا کہ اُنہیں اُس پتھر کا پتہ لگانا چاہیے جس کا نام "پارس" ہے اور جس سے سونا بنتا ہے، اور اُس "اکسیر" کی جستجو کرنا چاہیے، جو تمام امراض و علل کی جڑ کاٹتی اور پائدار زندگی بخشتی ہے غرضکہ تمام روشن دماغ علماء کو میں نے

اسی قسم کی لاطائل باتون مین لگا دیا، جن مین وہ اب تک مشغول ہین اور اپنی بہترین دماغی قابلیتون کو ان کے پیچھے ضائع کر رہے ہین۔

بیشک بعض اہل علم مجھے ایسے بھی ملے، جنہون نے ان خرافات کو قطعاً ناپسند کیا۔ لہذا مین نے ان کے لئے فوراً دوسری راہ نکال دی، جس پر وہ خوشی خوشی چل پڑے، چنانچہ میری رہنمائی مین وہ عرصہ تک اس تحقیق مین مصروف رہے کہ زمین آفتاب کے گرد گردش کرتی ہے، یا آفتاب زمین کے گرد، اور جب یہ معلوم ہوگیا کہ زمین گردش کرتی ہے، تو انہون نے ایک مدت یہ معلوم کرنے مین ضائع کی کہ آفتاب اور زمین کے مابین کتنے لاکھ میل کی مسافت ہے، اور جب اسکی بھی تحقیق ہو گئی تو وہ ان اکتشافات علمیہ پر فرط مسرت سے خوب اچھلے کودے اور اب انہین دریافت کرنے کی فکر ہوئی ہے کہ ستارون کے مابین کتنی مسافت ہے؟ حالانکہ انہین یقینی طور پر معلوم ہے کہ اس مسافت کی کوئی انتہا نہین ہے اور اگر ہو بھی تو اس کا علم نہین ہوسکتا، کیونکہ جب تک خود ان ستارون کی تعداد نہ معلوم ہو، اس وقت تک ان کے درمیان کی مسافت کا علم ہونا ناممکن ہے، اور ظاہر ہے کہ ستارون کی تعداد کا علم ہونا محال ہے، اور اگر بفرض محال ان کی تعداد اور مسافت کی تحقیق ہو جائے، تب بھی انسان کو اپنی دینی اور دنیاوی زندگی مین اس کی کیا ضرورت ہے؟

اسی طرح مین نے اُن مین یہ شوق بھی پیدا کر دیا ہے کہ حیوانات، نباتات اور ہر قسم کے لاتعداد حشرات الارض کے سلسلۂ توالد و تناسل اور ان کے باہمی علاقہ لگائین حالانکہ یہ بھی قطعاً غیر ضروری علم اور اسی طرح ناممکن الحصول ہے جس طرح ستارون کا، کیونکہ حیوانات و نباتات و حشرات بھی ستارون کی طرح بے حساب ہین اور کسی طرح بھی اُن کا احصار نہین ہوسکتا۔

لیکن باوجود اس کے بھی وہ اپنی بہترین دماغی قوتون کو اسی قسم کی تحقیقات مین

ضائع کر رہے ہیں جن کے علم و جہل سے انہیں کسی قسم کا نفع و نقصان نہیں پہنچ سکتا اور لطف یہ ہے کہ پھر خود ہی اپنی اس طفلانہ حرکت پر یہ دیکھ کے تعجب بھی کرتے ہیں: کیونکہ جس بات کو وہ محقق اور طے شدہ سمجھتے تھے وہ اب اور زیادہ غیر محقق اور پیچیدہ نظر آتی ہے، چنانچہ وہ پھر اس کے پیچھے لگ جاتے، اور پہلے سے زائد جد و جہد سے اسکی تحقیق شروع کرتے ہیں۔

حضور والا! یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ یہ از خود رفتہ لوگ جسقدر اپنی بحث و نظر کا دائرہ وسیع کرتے جاتے ہیں، اسی قدر ان کے سامنے موضوع بحث بھی وسیع اور مبہم ہوتا جاتا ہے اور واقعہ ہے کہ انکی ان طویل و عریض بحثوں سے انہیں کبھی کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا ہے، اور نہ ان کی معیشت میں ادنیٰ اصلاح ہوئی ہے، لیکن بایں ہمہ ان کی ہمتیں پست و بلند ہیں اور وہ پورے انہماک سے ان بے فائدہ بحثوں میں پڑے ہوئے ہیں جنہیں اگر وہ اپنے ہی تک محدود رکھتے تو مضائقہ نہ تھا، مگر وہ انہیں ضبط تحریر میں لاتے، کتابوں کی صورت میں شائع کرتے، ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرتے اور مدارس میں طالب علموں کو پڑھاتے بھی ہیں۔ یہ محض بے سود بحثیں اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ کبھی سود مند ہوتی ہیں، تو ان کا فائدہ محض محدودے چند دولتمندوں تک محدود رہتا ہے، عام بنی نوع انسان کو ان سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا، بلکہ ان کے لئے عموماً اور غریبوں کے لئے خصوصاً سخت مضرت رسان ثابت ہوئی ہیں، کیونکہ ان کی بدولت ان بیچاروں کی حالت اور بھی زیادہ ابتر ہو جاتی اور ان کا نظام معیشت بالکل درہم برہم ہو جاتا ہے!

اگر ان اہل علم حضرات میں ذرا بھی عقل ہوتی تو وہ محسوس کر لیتے، کہ جس شئی کا علم سب سے زیادہ ضروری و اہم ہے، وہ عمدہ زندگی بسر کرنے کا دستور العمل ہے جسے مسیح نے اپنی تعلیمات میں نہایت صاف و واضح طور پر بیان کر دیا ہے، لیکن اس موضوع پر انہوں نے کبھی غور ہی نہیں کیا ہے، بلکہ اس سے ہمیشہ اعراض و انکار کرتے رہتے ہیں جس...

اپنی مقصد برآری کے لئے ایک اور فاسد عقیدہ بھی ان کے اندر راسخ کر دیا ہے جو کبھی انکے دور نہیں ہو سکتا، اور وہ یہ کہ روحانی زندگی کے اصول ونظام تک اُن کی رسائی کسی طرح بھی نہیں ہو سکتی، اور اگر ہو بھی جائے تو وہ اُسے سمجھ نہیں سکتے مزید برآن یہ ضلالت بھی ہین نے ان مین عام کردی ہے کہ مسیح اور تمام دیگر مذہبی پیشواؤن کی تعلیمات سراسر باطل بے معنی اور محض سن گڑھت ہین، اور یہ کہ زندگی کے صحیح اصول معلوم کرنے کا واحد ذریعہ وہ علم ہے، جسے مین نے بتایا ہے، اور جس پر وہ از حد فریفتہ ہو رہے ہین یعنی "علم اجتماع انسانی" جس کا موضوع اُن فاسد حالات واطوار وعادات پر بحث کرنا ہے جن پر گذشتہ اقوام کی زندگی بسر ہوتی تھی، یہ فریب خوردہ بجائے اسکے کہ اپنی زندگی ان اصول کے ماتحت کر کے مسرت وراحت حاصل کرتے جو مسیح نے بتائے تھے، وہ اپنا وقت اقوام ماضیہ کی تاریخ اور اُن کی اجتماعی زندگی کے اصول معلوم کرنے مین گنواتے اور پھر دعوی کرتے ہین کہ وہ اصول مسیح کے اصول سے افضل واعلی ہین، کیونکہ اُن کے زعم مین وہ اس علم اجتماع سے اپنی زندگی کے لئے صحیح اصول دریافت کر سکتے ہین جسکے بعد اُن کے لئے بس اتنا کام باقی رہ جائیگا کہ اُن اصول کو اپنے زمانہ وحالات کے مطابق کر لین، اور اس طرح وہ گوہر مقصود حاصل کر لین جس کی جستجو ہر شخص کو ہے یعنی مسرت انگیز اور طمانیت بخش زندگی جو اُن کے خیال مین صرف اسی علم کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتی ہے۔

اور حقیقت تعجب کی بات تو یہ ہے کہ جس طرح ارباب کلیسا اپنی تعلیمات وارشادات مین معصومیت کے مدعی ہین، اسی طرح میرے یہ اہل علم پیرو بھی اپنی تحقیقات کو غلطی وخطا سے مبرا تصور کرتے اور اپنی کج بحثیون کو بطور حقائق ثابتہ کے دنیا مین شائع کرتے ہین حالانکہ وہ از سر تا پا جہل، لغو اور بے معنی ہوتی ہین، اور اُن سے کسی کو بھی فائدہ نہین پہنچتا، اور بسا اوقات تو وہ حقائق ثابتہ کی راہ مین حائل ہو جاتین، اور دماغون کو ان کی جانب متوجہ ہونے کی مہلت نہین دیتین۔ اور اب تو یہ حالت ہے کہ یہ مدعیان علم وحکمت جب اپنا

کوئی اجتہاد شائع کر دیتے ہین تو ارباب کلیسا کی مانند اُسے مقدس سمجھکر کبھی بھی اُس کی غلطی نہین تسلیم کرتے اور ہمیشہ اوس کی تائید وتوثیق کے لئے کربستہ رہتے ہین - اگرچہ وہ کتنی بڑی حماقت وجنون ہی کیون نہ ہو! -

حضور والا، تصور فرما سکتے ہین کہ جب تک وہ میرے ان مخترعہ علوم کی ضلالت مین پھنسے ہوئے ہین، اس وقت تک ہمین بالکل مطمئن رہنا چاہئے، کیونکہ ان کی موجودگی مین وہ کسی طرح بھی اس شخص کی تعلیمات کی طرف متوجہ نہ ہوسکینگے جس نے ہماری سلطنت مکمل طور سے برباد کردی تھی

(۱۱)

ابلیس - خوب! خوب! عزیزان من! مین تم سب کا اس جہاد عظیم پر شکریہ ادا کرتا ہون بلاشک! تم ابلیس کے حقیقی سپوت، اور سچے خدمت گزار ہو! واقعی تم نے عظیم الشان کارنامے نمایان دکھائے ہین، جن پر تمہین انعام ملنا چاہیے، اچھا مین تمہین اپنے انعام واکرام سے نہال کردونگا - اور تمہاری یہ محنت ہرگز ضائع نہ جائیگی!

ابلیس نے جون ہی یہ الفاظ انتہائی بشاشت کے ساتھ کہے، مختلف قسم کے بالون، رنگون، ٹیڑہی، سیدہی اور موٹی، پتلی ٹانگون اور مختلف قد وقامت والے تمام شیاطین بیک دفعہ چلا اُٹھے :-

سب شیطان - معلوم ہوتا ہے کہ حضور ہمین بھول گئے، حضور ہمارے کارنامے بھی کچھ کم نہین ہین، انہین بھی سننے کی زحمت گوارا فرمائیے -

ابلیس :- تم کون ہو؟ اور تم نے کیا کام انجام دئے ہین؟ -

ایک شیطان :- مین صنعت وحرفت کا شیطان ہون -

دوسرا :- مین کارخانون کا شیطان ہون -

تیسرا :- مین ریل، تار اور جہاز کا شیطان ہون

چوتھا۔ مین پریس کا شیطان ہون۔

پانچوان ۔ مین فنون جمیلہ کا شیطان ہون۔

چھٹا ۔ مین طب وڈاکٹری کا شیطان ہون

ساتوان ۔ مین ترقی کا شیطان ہون

آٹھوان ۔ مین تربیت وتہذیب کا شیطان ہون

نوان ۔ مین اصلاح دنیا کا شیطان ہون۔

دسوان ۔ مین منشیات کا شیطان ہون

گیارہوان ۔ مین انجمنون کا شیطان ہون

بارہوان ۔ مین اشتراکیت کا شیطان ہون

تیرہوان ۔ مین حقوق نسوان کا شیطان ہون

غرضکہ یک وقت ہرسمت سے اسی قسم کی آوازین بلند ہوئین، اور تمام شیطان سرین کے بھل ابلیس۔ کی طرف بڑھے جس پر اس نے برہم ہوکر کہا:۔

ابلیس ۔ یہ کیا دیوانگی ہے کہ ما بدولت کے روبرو تم سب ایک ساتھ چلاتے ہو بس خاموش جس سے مین سوال کرون، وہی اختصار کے ساتھ جواب دے:۔

پھر اُس نے صنعت وحرفت کے شیطان کو مخاطب کرکے کہا:۔ تمہاری کارروائی کیا ہے۔

صنعت وحرفت کا شیطان ۔ مین نے لوگون مین یہ وسوسہ پیدا کردیا ہے کہ جس قدر زیادہ وہ ایجاد واختراع کرکے نئی نئی چیزین بنائین گے، اُسی قدر ان کی زندگی بہتر ہوتی جائے گی، اور آرام وراحت مین زیادتی ہوگی۔ چنانچہ اس وسوسہ کے بموجب وہ اختراع وایجاد کے پیچھے لگے ہوئے ہین اور اپنا خون پانی ایک کررہے ہین حالانکہ اس سے انہین کوئی معتدبہ فائدہ حاصل نہین ہوتا۔

ابلیس ۔ تمہارا رویہ نہایت عمدہ ہے۔ پھر اس نے کارخانون کے شیطان سے اُس کی

کارروائی دریافت کی جس کا اس نے یہ جواب دیا۔

کارخانون کا شیطان ۔ مین نے دنیا کو اس گمراہی مین مبتلا کر دیا ہے کہ صنعت و حرفت کی ترقی اسی وقت ممکن ہے جب کارخانے قائم کیئے جائین، اور ہزارون کی تعداد مین مزدور کام کرین۔ چنانچہ لوگون نے اسی پر عمل درآمد کیا ہے بے شمار بڑے بڑے کارخانے قائم ہو گئے ہین، جن مین لاکھون غریبون کو محض معمولی اجرت پر کام مین لگا دیا گیا ہے۔ اس تدبیر کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ مزدورون مین کارخانہ دارون کی طرف سے شدید بغض و عداوت پیدا ہو گئی ہے، اور وہ ہر لحظہ بغاوت اور ان کا صفایا کر دینے پر آمادہ ہین۔

ابلیس ۔ شاباش (ریل و جہاز کے شیطان سے) اور تم کہو کیا کرتے ہو؟

ریل و جہاز کا شیطان ۔ مین نے لوگون مین یہ خیال راسخ کر دیا ہے کہ وہ آرام و راحت اور دولت نہین حاصل کر سکتے، جبتک وہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک بسرعت تمام سفر نہ کرین۔ اس کا اثر یہ ہوا ہے کہ لوگ بجائے اس کے کہ اپنے اپنے مقامات مین اپنی حالت درست کرتے، وہ ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک دوڑے دوڑے پھرتے اور اپنے یہان کی برائیان دوسری جگہون مین بھی جا کر پھیلا دیتے ہین اور پھر اس پر بہت نازان ہین کہ ہم فی گھنٹہ پچاس میل کی مسافت طے کر ڈالتے ہین۔

اس کے بعد ابلیس، پریس کے شیطان کی طرف متوجہ ہوا جس نے کہا۔

پریس کا شیطان ۔ مین نے لوگون کو ان تمام حماقتون، سخافتون اور مضر باتون کے چھاپ کر شائع کرنے پر آمادہ کر دیا ہے، جو دنیا مین ہمیشہ ظاہر ہوتی رہتی ہین۔

فنون جمیلہ کا شیطان ۔ مین نے لوگون کو تصویر کشی، سنگ تراشی اور موسیقی وغیرہ کی طرف مائل کر دیا ہے جس سے انہین اکثر نقصان ہی پہنچتا ہے، اس سے ان کے جذبات و احساسات برانگیختہ ہوتے اور وہ فسق و فجور مین پڑ جاتے ہین۔

طب و ڈاکٹری کا شیطان - مین نے لوگون کو یہ سمجھا رکھا ہے کہ دنیا مین سب سے زیادہ اہم چیز صحت جسمانی ہے، چنانچہ اس باب مین انہون نے علم طب پر سارا بھروسہ کیا ہے، اور اپنی جسمانیت کی طرف اس قدر انہیں اہتمام ہوگیا ہے کہ صحیح زندگی کی ضرورتون اور روح کی حاجتون کو وہ قطعاً بھول گئے ہین ۔

ترقی کا شیطان - مین نے لوگون کو یہ کہکر گمراہ کر دیا ہے کہ وہ اُس وقت تک ترقی کر ہی نہین سکتے جب تک وہ کارخانون، ریلون، جہازون، صنعت وحرفت، مطابع، فنون جمیلہ اور طب سے کام نہ لین گے ۔

تربیت و تہذیب کا شیطان - مین نے انسان کی موجودہ و آیندہ نسلون کو لوگون مین یہ وسوسہ پیدا کر کے برباد کر دیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت انہین اصول و قواعد پر کرین جنہین وہ نہایت اعلیٰ سمجھتے ہین حالانکہ وہ خود بدترین زندگی سے قطعاً ناآشنا ہوتے اور ان کے یہ اصول سراسر فاسد زندگی کے لیئے برباد کن ہوتے ہین ۔

اصلاح کا شیطان - مین نے لوگون کو اس خبط مین مبتلا کر دیا ہے کہ وہ دنیا کے مصلح ہین اس لئے انہین برے لوگون کی اصلاح ضرور کرنی چاہیے، حالانکہ وہ خود از حد فاسد الاخلاق اور گمراہ ہوتے ہین، یہ احمق نہین سمجھتے کہ دوسرون کی اصلاح کے پہلے اپنی اصلاح کرنی چاہیئے ۔

منشیات کا شیطان - مین نے دنیا مین یہ ضلالت پھیلا دی ہے کہ جو مصائب و آلام فاسد زندگی کی وجہ سے لوگون کو لاحق ہو جاتے ہین، انہین منشیات کے ذریعہ سے ہلکا کرنا چاہیے، چنانچہ مختلف قسم کی شرابین، افیون، تمباکو، چرس، اور کوکین وغیرہ لوگون مین عام ہوگئی ہین جو بجائے خود سب سے بڑی معصیت ہین، لیکن دنیا اسے نہین سمجھتی، حالانکہ اگر فاسد زندگی کے بجائے وہ عمدہ زندگی اختیار کرے اور صلاح و تقوی کی راہ پر چلے تو تمام تکالیف کا خود بخود خاتمہ ہو جائے اور کسی کو منشیات کے استعمال کی حاجت نہ ہوا کرے ۔

انجمنون کا شیطان۔ میں نے یہ گمراہی پھیلادی ہے کہ اگر لوگ لوٹ مار اور غریبون پر رہزنی کرکے کروڑون روپیہ جمع کرلیں اور اس میں سے چند پیسے کسی انجمن کو دیدیں تو وہ بڑے سخی اور اچھے لوگ ہیں، جسکے بعد انہیں اپنی زندگی کے سدھارنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس طریقہ سے میں نے نفسی کمال وفضل کی راہ مسدود کردی ہے۔

اشتراکیت کا شیطان۔ میں نے عام انسانی فلاح وبہبود کے نام سے لوگون میں باہم پھوٹ ڈالدی ہے۔ اور وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہورہے ہیں۔

حقوق النسوان کا شیطان۔ میں نے یہ وسوسہ پیدا کرکے کہ عورتون اور مردون کے مابین مساوات ہونا چاہیئے، دلون میں بغض وعداوت پیدا کردی اور اس طرح انسانون میں ایک ہلچل اور خانہ جنگی کی حالت پیدا ہوگئی ہے اس کے بعد پھر بہت سے شیطان یکایک چلائے، ایک نے کہا۔

ایک۔ میں عیش وعشرت کا شیطان ہون

دوسرا۔ میں فیشن اور عمدہ لباس کا شیطان ہون۔

پھر وہان اس قدر غوغا بلند ہوا کہ کسی کی بات سمجھ میں نہ آتی تھی، سب شیطان چلا رہے تھے، اور سرین کے بل، ابلیس کی طرف لپک رہے تھے۔

اس وقت ابلیس نے نہایت ہی پر رعب آواز میں ڈانٹ کر ان سے کہا۔

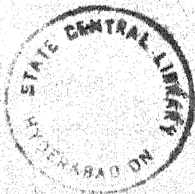
ابلیس۔ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ۔ میں ایک سٹھیایا ہوا بڈھا ہون، جو کچھ نہیں سمجھتا، اگر یہی خیال ہے، تو حیف ہے تمہاری نادانی پر، یقین کرو کہ مجھے خوب معلوم ہے کہ جھوٹی تعلیمات اب دنیا میں کسقدر پھیل گئی ہیں، اور جو چیز بھی پیشتر ہمارے خلاف تھی، اب بالکل موافق ہوگئی ہے؟

یہ کہکر اس نے زور سے، ایک قہقہہ لگایا جس سے جہنم کے در و دیوار ہل گئے پھر اس نے اپنی تمام ذریات کو نسبت آمیز نظرون سے دیکھکر کہا۔

ابلیس ۔ بس ہین نے تمہارے کارنامے سن لئے، ہین تم سب کا شکرگزار ہون، اور تمہاری ہمت، اہلیت اور بے نظیر جد وجہد پر رطب اللسان ۔ اچھا آؤ، اب ہم سب خوشیان منا ئین اور گذشتہ آلام کے اثر کو اپنے دلون سے محو کر ڈالین ۔

یہ کہکے وہ اپنے پرون کو ہلا کر کھڑا ہوگیا، تمام شیاطین اس کے گرد حلقہ باندھکر ایستادہ ہوگئے، جن کے میمنہ کی سرداری پر اپنے علو مرتبہ کی وجہ سے کلیسا کا شیطان تھا، اور میسرہ پر علم وفلسفہ کا شیطان، پھر ہر ایک نے دوسرے کی ٹانگ مین ٹانگ ڈالدی اور سب ابلیس کے گرد گھومنے، چیخنے، سیٹیان بجانے اور اپنی اپنی دمین ہلا کر ناچنے لگے ۔

ابلیس بیچ مین تھا، اُس کے بڑے بڑے پر ہل رہے تھے، اور وہ اس شان سے للا بریان کھا کھا کر ناچ رہا تھا کہ اس کے پیر کے پیچھے بار بار اُس کے شانون اور بدگوئک سر سے مس ہو جاتے تھے! ادھر یہ ناچ ہو رہا تھا اور اُدھر جہنمی لوگ، شور وغل، آہ و بکا، نالہ وفریاد اور واویلا کرنے مین مصروف تھے!



فہرست فقیری ادویات

اکسیر گٹھیا - یہ دوا ایک قسم کا تیل ہے اس کے مالش کرنے سے ہر قسم کا درد و نیا پرانا فورا دوسرے تیسرے دن سے اندمال ہونا شروع ہو جاتا ہے قیمت ایک شیشی ایک روپیہ ۴ اور تین شیشی ۲ اور چھ شیشی یا زیادہ کے خریدار کو فی صدی پچیس کمیشن دیجاویگی۔

سفوف مقوی معدہ یہ سفوف ہر قسم کے ضعف معدہ و درد شکم کمی اشتہا ضعف و دست - اپھل و غیرہ کو دور کرتا ہے قیمت فی شیشی ۸ اور تین شیشی کے خریدار کو صرف ۱۲ اور چھ یا اس سے زیادہ کے خریدار کو فیصدی ۲۵ کمیشن دیجائیگی

معین حمل جن کو بے اولادی کی شکایت ہے یا جو عورتین بے اولاد ہین جس دوسرے معنی بانجھ ہین ان کے لئے یہ مسیحا کا کام ہے صرف ایک ہی خوراک مین خداوند کریم انکو کامیاب کرتا ہے - اسکی قیمت براہ رفاہ عام صرف پانچ روپیہ رکھا گیا ہے - اگر ۳ ماہ مین فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس **نوٹ** جسوقت حمل دو مہینہ پر ہو فورا اطلاع کرنا ہوگا تاکہ اوس کے حفاظت کیلئے معجون اور تعویز الگ دیجاوے اسیطرح یہ دوا اون عورتون کو بھی مفید ہے جنکے اولاد کم سنی مین ضائع ہو جاتے ہین - مگر یہ دوا پچاس برس سے زیادہ عمر کی عورتون کیلئے بے سود مگر معجون کی قیمت الگ لیجاویگی - **اکسیر خون** - یہ سفوف خون کے بند کرنے مین تیر بہدف ہے خواہ منہ سے آوے یا ناک سے یا پیشاب کی راہ - یا کم عمر لڑکیونکے پیشاب سے یا پیچش ہو سبکو فی الفور دور کرتا ہے قیمت ۸ جو تین ماہ کے لئے کافی ہوگی **مرہم** داد فی ڈبیہ ۲ سرمہ سلیمانی فی شیشی ۸

ملنے کا پتہ ایچ - فضل احمد اینڈ برادرس نمبر ۱ ہریسن روڈ متصل ٹکٹ گھر ریلوے -
و نمبر ۲۷ کالج اسکوائر کی مسجد کلکتہ و بشیر حسن سوداگر کتب ستدیہ ٹی کلکتہ و مظہری پریس خلاصی ٹولہ کلکتہ